THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, June 04, 2010

(62nd Session)

Volume VI No. 02

(Nos. 01-12)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran …………………………….……..	1
2.	Questions and Answers ……………………………………..	2-19
3.	Leave of Absence……………………………………………	20
4.	Point of Order Gang War and Target Killings in Karachi…………………..	21-24
5.	Privilege Motion: Irresponsible Attitude of Pakistan Cricket Board Towards Parliament ………………………………………………..	25-26
6.	Laying of Reports ……………………………………….	27
7.	Legislative Business: Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010 …………….	28-32
8.	Point of Order:	
	- Police Brutality on Female Protestors ……………	33-35
	- Derogatory Remarks of a Lawyer against the Parliament ……………………………………….……..	36
	- Survey Report from Transparency International …	37-47

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI No.02 **SP. VI (02)/2010** 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 04, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ہ ۙ وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ہ۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ
عَلَیْکُمْ وَملٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا
ہ تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا ہ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ہ ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ہ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ
فَضْلًا کَبِیْرًا ہ۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔ اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ ایمان والوں پر نہایت رحم والا ہے۔ جس دن وہ اس سے ملیں گے ان کے لیے سلام کا تحفہ ہوگا اور ان کے لیے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے اس بات کی کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

(سورۃ الاحزب۔ آیات۔ ۴۱ تا ۴۷)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .We may take up questions۔ طلحہ محمود صاحب! please question پڑھ لیجیے۔

12. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Religious Affairs be pleased to state the names and designation of the officers in BPS-17 and above in the Ministry, its attached departments and subordinate offices who themselves or their spouses hold dual nationality indicating also the names of the countries of their nationality?

Syed Hamid Saeed Kazmi: No officer or his spouse of the Ministry, its attached departments and sub-ordinate offices has dual nationality.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Talha sahib.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ان کی وزارت میں ایسا کوئی افسر نہیں ہے جس کی دو citizenships ہوں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا افسران کے لیے ضروری ہے کہ وہ dual nationality کے متعلق اپنے محکمے کو آگاہ کریں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا وزارت اس بارے میں confirm ہے، کیا اس نے اپنے افسران سے معلومات لی ہیں کہ ان کے کسی افسر کے پاس dual nationality نہیں ہے؟ اگر میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کی وزارت میں کوئی ایسا افسر ہے، جس کے پاس dual nationality ہے، تو اس سلسلے میں آپ کیا کریں گے؟ آپ کی strategy۔ کیا ہو گی؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی (وفاقی وزیر مذہبی امور): جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہماری منسٹری کے قوانین علیحدہ تو نہیں ہیں کہ میں تمام افسران کے بارے میں یہ کہوں کے ہماری منسٹری میں ان لوگوں کے لیے کوئی obligation ہے کہ وہ ہمیں ضرور inform کریں۔ گورنمنٹ کے

کے مطابق ہماری منسٹری بھی چلتی ہے۔ باقی محکموں میں اگر یہ condition ہے تو یقیناً یہاں rules بھی ہوتی ہو گی اور اگر وہاں نہیں ہے تو یہاں بھی نہیں ہے لیکن میں مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ main Ministry میں، حج Directorate، جدہ، مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، Council of Islamic Ideology اور اپنے تمام متعلقہ محکموں میں ہم نے یہ سوال circulate کیا ہے۔ ایک ایک شخص سے information لی ہے اور پھر میں نے یہ جواب پیش کیا ہے۔ اگر فاضل رکن یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نے کوئی غلط information دی ہے تو ظاہر ہے کہ according to rules اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ ضرور بتائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میرا سوال اس سے تھوڑا ہٹ کر ہے۔ آپ آج کا اخبار پڑھیں کہ جو حج پالیسی آئی ہے، اس میں کرایہ بہت زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔ ہم نے اپنی کمیٹی میٹنگ میں کہا تھا کہ اس کا کرایہ اس وقت تک نہ بڑھائیں، جب تک ہم PIA والوں کو بلا کر ان سے discuss نہ کر لیں۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ جب پیٹرول ایک سو پینتالیس ڈالر فی بیرل تھا، اس وقت اس سے کم کرایہ تھا۔ اب تیل ستّر ڈالر فی بیرل ہے تو آپ نے اتنا کرایہ کیوں بڑھا دیا ہے؟ حج پر جانے والے لوگوں کے ساتھ آپ کیوں اتنی زیادتی کر رہے ہیں؟ یہ بتائیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! ظاہر ہے کہ یہ سوال اس question سے related نہیں ہے لیکن معاملہ ایسا ہے کہ میں اس میں ضرور عرض کرنا چاہوں گا۔ یہ صرف کرایہ نہیں بڑھا ہے۔ کرایہ تو کل چھ ہزار روپے بڑھا ہے اور کرائے میں fuel charges جو ہوتے ہیں وہ 40% ہیں اور 60% other operation کے charges ہوتے ہیں۔ پی آئی اے نے جو کرایہ بڑھایا ہے، اس میں انہوں نے تمام چیزیں calculate کر کے دکھا دی تھیں بلکہ انہوں نے تیرہ ہزار روپے کرائے میں اضافہ suggest کیا تھا اور وہ اس سے نیچے آنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ وہ تو پرائم منسٹر اور صدر نے مداخلت کی اور ان کی مہربانی سے ہم سات ہزار روپے کم کرنے پر ان کو آمادہ کر سکے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو ان کو air fare کی تمام تفصیلات مہیا کر دی جائیں گی اور اگر یہ سمجھیں کہ اس میں

کوئی زیادتی ہوئی ہے اور پی آئی اے نے زیادہ کرایہ رکھا ہے تو اس کے حوالے سے اگر package کم ہو جائے تو یقیناً یہ ہمارے لیے بھی تسکین کی بات ہو گی اور عوام کے لیے بھی خوشی کی بات ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے محترم منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ یہاں dual nationality کی بات ہوئی ہے، کیا dual nationality رکھنے والا شخص پاکستان میں ملازمت کرنے کے لیے competent ہے اور اگر ہے تو اسے کون سا قانون support کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! اگر Law Minister سے یہ سوال کیا جائے تو وہ بہتر جواب دے سکیں گے۔ I am not a competent authority to answer that question.

جناب چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ۔ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! طلحٰہ محمود صاحب نے اچھا سوال کیا ہے۔ میری صرف یہ رائے ہو گی کہ ہم گریڈ سولہ سترہ اور اٹھارہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں لیکن کیا کوئی ایسا قانون ہے کہ جس کی dual nationality ہے، وہ ایوان بالا یا نیشنل اسمبلی یا صوبائی اسمبلیوں کا رکن نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ہاں تو ایسے بہت سے Cabinet Ministers ہوتے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر لوگ۔ بیٹھے ہوتے ہیں،۔ جن کی dual nationality ہوتی ہے۔ کوئی ایسا قانون لائیں کہ جس سے افسران بالا، Judiciary, Higher Judiciary یا Minister یا MNAs and Senators should not have that here too.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا عبد الغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: جناب! میں اپنی پارٹی کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین:۔ جی ضرور۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: جس پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے، کم از کم جمعیت علمائے اسلام اس کا ساتھ نہیں دے سکتی، اسے condemn کرتی ہے۔ ہر سال اس میں اضافہ کیا جاتا ہے لیکن کبھی پانچ ہزار روپے، کبھی چھ آٹھ ہزار روپے لیکن پینتیس چالیس ہزار روپے کے بیک وقت اضافے کا مطلب یہ ہے کہ غریب اور متوسط طبقے کے جو لوگ حج پر جانا چاہتے ہیں وہ بیچارے اس سے محروم ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب سوال کر لیجیے۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: میرا سوال یہ ہے کہ اتنا جو کرایہ بڑھایا گیا ہے اور اگر دیکھا جائے تو پورے ہاؤس کی مرضی یہی ہو گی کہ کرائے، مکانات کرائے پر لینے یا دیگر اخراجات میں کمی کی جائے۔ اس بارے میں کیا ایوان کی کوئی اہمیت ہے؟

جناب چیئرمین: ابھی انہوں نے جواب دیا تھا، پھر بتا دیتے ہیں۔ ابھی آپ نے جواب دیا تھا، پھر بتا دیجیے۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اگر پسند فرمائیں تو میں تفصیل بتا دیتا ہوں کہ package اتنا کیوں بڑھا ہے۔ Devaluation of Pakistani currency and inflation, یہ دو main factors ایسے ہیں، جس کو ظاہر ہے کہ کوئی refute نہیں کر سکتا۔ اس سے ہٹ کر صورت حال یہ ہے کہ foreign exchange quota ہم حاجی کو واپس کر دیتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں اس کی کم از کم حد ساڑھے چھ سو ریال تھی۔ ہم نے اس سال ساڑھے چھ سو سے بڑھا کر کم سے کم حد نو سو ریال کر دی ہے۔ اڑھائی سو ریال ہم حاجی کو واپس کر دیں گے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو اصولی طور پر یہ حج پیکج میں اضافہ نہیں ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ تو حاجی کو واپس مل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم سے مسلسل مطالبہ ہوتا تھا کہ پاکستانی حاجیوں کو منیٰ کی بجائے مزدلفہ میں ٹھہرایا جاتا ہے اور وہ جمرات سے بہت دور ہوتے ہیں اور ان کو کنکریاں مارنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ہم نے وہاں کی حکومت سے negotiate کر کے حکومتی سکیم کے تمام پاکستانی حجاج کے لیے old منیٰ میں جگہ کے لیے کہا اور ان سے یہ بھی request کی کہ انڈین خیموں میں جہاں اکیس حاجی ٹھہرتے ہیں، سولہ پاکستانی حاجی ٹھہریں گے تاکہ ان کے لیے ذرا spacious خیمہ ہو اور وہ آرام سے رہ سکیں۔ اس کے لیے ہمیں زیادہ ادائیگی کرنی پڑی تو جو compulsory Hajj dues ہم نے سعودی گورنمنٹ کو ادا کرنے ہیں، اس

میں پانچ سو ریال کا اضافہ ہوا۔ اب ساڑھے سات سو ریال تو یہ ہو گئے۔ اس کے علاوہ جو اضافہ ہوا ہے، وہ باقی ممالک جب چار چار پانچ پانچ ہزار روپے کی offer دے رہے ہوں اور ہم پچھلے دو سالوں سے مکہ میں بتیس سو ریال پر ٹھہرے ہوئے تھے تو ہمیں وہاں پر مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ ہم نے اسے چھتیس سو ریال تک increase کیا۔ مدینے میں جو چار سو ریال کی limit تھی، اس کو پانچ سو ریال تک increase کیا اگر یہ ایوان چاہے تو باقی ممالک کی comparative study یہاں پیش کی جا سکتی ہے۔ اگر ہم باقی ممالک سے زیادہ مہنگی offer کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let us have some order in the House.

(مداخلت)

جناب چیئرمین:۔ کلثوم صاحبہ، میں آپ سے request کر رہا ہوں please آپ بیٹھ جائیے۔ طلحہ صاحب، آپ بھی بیٹھ جائیے۔ کلثوم صاحبہ، آپ سوال کیجیے۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! میں دو منٹ کے لیے آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ میں یہ نہیں کہوں گی کہ یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں مگر۔ جناب! یہ صرف lip service ہے۔ پچھلے سال بھی ہمیں یہی کچھ بتایا گیا تھا۔ یقین مانیے کہ حاجی نے جو تکلیف اٹھائی، وہاں پر ڈیڑھ لاکھ حاجی بد دعا ہی دے رہے ہوں گے۔ جناب! حاجیوں کی رہائش اتنی دور تھی جیسے آپ یہاں سے آبپارہ پیدل جائیں اور آئیں اور وہ پہاڑی پر تھیں۔ میرے خیال میں اوپر چڑھنا اور اترنا میرے جیسے پچاس سال سے اوپر کے لوگوں کے بس کی بات نہیں تھی۔

دوسرا جناب! ہم نے اپنی ذاتی گاڑی لی جس کے لیے انہوں نے کہا تھا کہ واپسی پر ہم آپ کو پیسے واپس کر دیں گے لیکن پیسے واپس نہیں کیے گئے۔ میں کہتی ہوں کہ پاکستانی حاجی وہاں پر جتنا ذلیل و خوار ہوا ہے، اس نے اللہ کے گھر جا کر شاید یہ سوچ لیا کہ اللہ نے مجھے اسی طریقے سے رکھنا تھا مگر ان کی طرف سے جتنی بد نیتی ہو سکی، وہاں کی گئی۔ میں باقی House کی بات نہیں کرتی، اپنا ذاتی تجربہ آپ کے ساتھ share کر رہی ہوں۔ Please اس policy کو یہاں لائیں، یہ policy یہاں پر discuss ہو اور پارلیمنٹ اس سلسلے میں اپنی input دے، پھر یہ policy implement ہونی چاہیے۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! گزارش یہ کہ جو بھی بات یہاں ہو رہی ہے، میں نے کل وہاں press conference میں بھی بات کی اور اس حوالے سے data collect کیا جا سکتا ہے تو وہ بھی ہم یہاں پر پیش کر سکتے ہیں۔ بڑی سیدھی بات ہے کہ اگر سو آدمی جا رہے ہوں اور دو آدمیوں کو جوتا کاٹ رہا ہو، وہ تو بتاتے ہیں کہ جوتا کاٹ رہا ہے مگر دیگر جو اٹھانوے جا رہے ہیں، ان میں سے کوئی بھی ذکر نہیں کرتا کہ میرا جوتا ٹھیک ہے اور میں بڑے آرام سے چل رہا ہوں۔ جہاں سے شکایت آتی ہے وہ تو record پر ہوتی ہے لیکن ایک لاکھ ساٹھ ہزار حاجیوں میں سے اگر دس ہزار نے بھی شکایت کی تو باقی ڈیڑھ لاکھ کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ بہرحال میں یہ عرض کروں گا کہ اس حوالے سے اگر آپ چاہیں تو ہم report پیش کر سکتے ہیں۔ میں نے سیدھی سی بات کی ہے کہ باقی ممالک کے جو packages ہیں، ہم ان کی یہاں پر ایک comparative study پیش کر دیتے ہیں، comparison کر لیتے ہیں کہ باقی ممالک کا package کیا ہے اور ہمارا کیا ہے۔ باقی ممالک نے تو ابھی package announce نہیں کیا، میں پچھلے سال کا record اس House میں جب آپ طلب کریں گے تو انشاء اللہ پیش کر دوں گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: صالح شاہ صاحب، بیٹھیے ذرا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں ذاتی طور پر محترم کاظمی صاحب کی بہت respect کرتا ہوں، نہایت اچھے، نیک اور honest آدمی ہیں لیکن ان کا department ان corrupt ترین departments میں سے ہے جو مذہب کے نام پر پاکستانیوں کو لوٹتے ہیں۔ میں نے چند سال پہلے خود تحقیقات کیں، سعودی عرب میں جو مکانات لیے جاتے ہیں، ان پر commission لیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ فرما رہے ہیں کہ comparative statement بنے، ایران، چین اور بھارت کے حاجی ہم سے کم خرچ پر جاتے ہیں اور چین والے تو پہلے پاکستان آتے ہیں اور پھر یہاں سے جاتے ہیں۔ میں نہایت ادب سے challenge کرتا ہوں کہ جو facilities ہندوستان مسلمان حاجیوں کو دیتا ہے، ممبئی، کولکتہ میں ان کے لیے houses بنے ہوئے ہیں، ہمارے لوگوں کو وہ facility نہیں ملتی۔ ان کا stand یہ ہے کہ جہاز جاتا ہے اور خالی واپس آتا ہے، اس لیے ہم double کرایہ لیتے ہیں۔

عمرے کے لیے جائیں تو کرایہ بڑھ جاتا ہے، حج کے لیے جائیں تو اس کا کرایہ بڑھ جاتا ہے جبکہ آپ visit پر جائیں تو کرایہ کم ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، اب سوال کر لیجیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! میرا سوال ہے کہ انہوں نے جو comparative statement کا فرمایا ہے، وہ لا کر ہمیں دکھائیں، چین ایران اور بھارت کا fare بھی دکھائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ فیصلے صرف دفتروں میں ہوں گے، ایوان میں نہیں ہوں گے؟ پھر ہم یہاں پر کس لیے بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہم صرف اس لیے بیٹھے ہیں کہ ان کو support کریں؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ جو فیصلہ دفتروں میں ہو گا، ہم اس کو support نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سب کے سوالات ہو جائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میرے خیال میں معاملہ اس طرح نہیں چلے گا۔ جناب چیئرمین! یہ جو policy ہے، آپ یقین جانیے کہ یہاں پر بھی ہمارے حاجی دھوپ میں تڑپ رہے ہوتے ہیں، کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہاں جب ائرپورٹ پر پہنچتے ہیں تو جتنے لاوارث پاکستان کے حاجی ہوتے ہیں اور کسی ملک کے نہیں ہوتے۔ انہوں نے تمام خدام الحجاج میں فوجیوں کو بھرتی کیا ہوا ہے، فوجی تو فوجی ہوتا ہے، وہ کسی کی خدمت کے لیے تھوڑا ہی ہوتا ہے، اس کے ہاتھ میں تو ڈنڈا ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ آپ دوسرے ممالک کے ساتھ دیکھیں، دوسرے ممالک جن کا حاجی صاحب نے تذکرہ کیا ہے، وہ پیسے بھی تھوڑے لیتے ہیں اور اپنے حاجیوں کو سہولت کے ساتھ ساتھ کھانے بھی دیتے ہیں۔ اس طرح یہ policy نہیں چلے گی۔ Minister Sahib یہاں یہ کہہ دیں کہ اس پر نظر ثانی ہو سکتی ہے ورنہ ہم اجلاس سے walk out کریں گے۔

جناب چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب، آپ کا کیا سوال ہے؟

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج اس ایوان میں قابل استطاعت مسلمان پر فرض حج کی بات ہو رہی ہے۔ حکومت کوئی اچھا فیصلہ کرے یا غلط فیصلہ کرے ہم سب اس میں responsible ہیں۔ جہاں پر بھی فیصلے ہوں لیکن responsibility تمام

لوگوں کی ہوتی ہے۔ میں پچھلے سال حج پر گیا تھا اور جیسا کہ میرے محترم نے فرمایا، وہاں منیٰ میں پاکستانی در بدر تھے، عورتیں گم ہو گئی تھیں، کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں تھا۔ میں اور میرے ساتھ قومی اسمبلی کے ایک رکن پاکستان مشن میں گئے اور ان سے کہا کہ اگر منیٰ میں آپ کا ایک بھی بندہ جو راستہ دکھا رہا ہو، مل جائے تو جو چور کی سزا وہ میری۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر practical باتیں کر رہا ہوں اور یہ بات منیٰ میں حج مشن میں جو لوگ تھے، ان سے پوچھ سکتے ہیں، انہوں نے مجھے ایک کرنل سے ملایا اور کرنل مجھے کہتا ہے کہ who are you آپ کون ہیں جو مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں؟ ٹیلیفون بند کرو۔ خدا کی قسم۔۔۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، ایسا کریں۔۔۔

سینیٹر حاجی غلام علی: میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ آپ جن لوگوں کو وہاں پر پاکستانیوں کی خدمت کے لیے بھیجتے ہیں، وہ تو سینیٹ کے ایک رکن کو کہتا ہے کہ آپ کون ہیں، ٹیلیفون بند کرو تو عام پاکستانیوں کو تو تھپڑ ماریں گے۔ خدا کے لیے، آپ عوامی اور دین دار لوگوں کو بھیجیں، ان دفتروں کے لوگوں کو بھیجیں۔ جو کہ وہاں لوگوں کی خدمت کریں۔ آپ ہندوستان کی بات کرتے ہیں تو اگر محترم وزیر یا اس ایوان کا کوئی بھی ممبر جو اس بار حج کے لیے گیا ہو گا، اس نے دیکھا ہو گا کہ منیٰ میں کم از کم پانچ سو ہندوستانی قدم قدم پر موجود تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے نشان والی jacket پہنی ہوئی تھی جس پر انڈیا لکھا ہوا تھا اور وہ ہر موقع پر لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ آپ سب نے دیکھا ہو گا اور ہمارے لیے یہ شرم کا مقام ہے کہ ایک اسلامی ملک کے حاجیوں کے ساتھ ایسا سلوک ہو۔ ہمارے خلاف آئے روز یہ reports شائع ہوتی ہیں کہ corruption ہو رہی ہے۔ حج کو ہم نے تجارت بنا رکھا ہے۔ کل کو خدا نخواستہ ہم نماز میں بھی corruption نہ کریں کہ نماز پڑھنے کے لیے بھی پانچ روپے دیں ورنہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ خدا اور رسول ﷺ کے لیے، جس طرح آپ کشکول لے کر خیرات مانگتے ہیں اور پاکستانیوں اور اسلام کی بیخ کنی کرتے ہیں، خدا کے لیے حج غریب لوگوں کی آرزو ہوتی ہے چنانچہ اس کے اخراجات کو کم سے کم رکھیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آ گیا ہے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: میرا سوال یہ ہے کہ آپ حاجیوں کے لیے پیسے کم کریں۔ یہ مذہبی فریضہ ہے، اس کے لیے پیسے کم کریں اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پچھلے سال۔آپ لوگوں کا کوٹہ دس ہزار اور پندرہ ہزار میں بکا ہے۔ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین: جی طارق عظیم صاحب۔ غلام علی صاحب، .thank you شاہ صاحب، آپ بیٹھیے، میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! حکومت کے دو main allies کی طرف سے اور بالخصوص حاجی عدیل صاحب نے جو فرمایا، ان کی گفتگو ہمیشہ بڑی seriousہوتی ہے، ان کا یہ کہنا کہ مذہب کے نام پر جتنا زیادہ corrupt یہ ادارہ ہے یا جتنی corrupt یہ ministry ہے، میرے لیے یہ بہت حیران کن بات ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کی مکمل تحقیقات کی جائیں اور اس بارے میں ایوان کو بتایا جائے۔ انہوں نے جو نئی policy تیار کی ہے، اس کو اس ایوان میں discuss کیا جائے تا کہ ایسی تکالیف دوبارہ نہ ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، .thank you ایسا کرتے ہیں، مجھے اجازت دیجیے میں اس کو wrap up کر لوں۔ جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! اس پر حزب اختلاف کی طرف سے الزامات نہیں آئے ہیں، حکومت کے الزامات ہیں اور یہ بڑے سنگین الزامات ہیں۔

جناب چیئرمین: جی صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حج پالیسی کے بارے میں اس پورے ہاؤس میں کوئی ایک بندہ اگر حمایت کے سلسلے میں ہو تو اس ہاؤس کو بتائے۔ بحیثیت چیئرمین مذہبی امور سٹینڈنگ کمیٹی اور میرے تمام ممبران نے ان کو حج کے لیے PIA کے کرایہ کے بارے میں جو سفارشات دی تھیں اس کو نظر انداز کیا گیا، اب تک پوری کمیٹی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اسی طرح نیشنل اسمبلی میں جو مذہبی امور کی کمیٹی ہے اس کو بھی نظر انداز کیا گیا۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے حج پالیسی کے بارے میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پوری پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ ہم اس پر واک آؤٹ بھی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! بیٹھیں walkout مت کریں، آپ ذرا میری ruling سن لیں walkout کرنے سے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں منسٹری کے بارے میں بہت لاپرواہی ہو رہی ہے، اس کو مکمل طور پر revise کر کے اس ہاؤس میں لایا جائے ورنہ تمام ممبران walkout کریں گے۔

Mr. Chairman: O.k. Let me give the ruling on the issue now. میں نے سب کو سن لیا ہے۔ Religious Committee کی جو standing committee ہے وہ present policy of the Government on Hajj کو examine کرے گی اور make appropriate recommendation within 7 days to the House.

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! ایک منٹ اور جو بھی ممبران۔۔۔۔طلحہٰ صاحب! please ایک منٹ، please don't interfere, decorum in the House, please rules کے مطابق چلیے۔ جو بھی ممبران اس standing committee کی meeting میں شرکت کرنا چاہتے ہیں they can take part in the proceedings and give their views to the Chairman of the Standing Committee and the entire House. Thank you.

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: Now, we will take up the next question No. 13. Mir Wali Muhammad Badini.

بادینی صاحب موجود نہیں ہیں اور جواب بھی نہیں آیا، اسے defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! اس کا جواب کیوں نہیں آیا ہے؟ ممبران سوالات کرتے رہیں اور جوابات نہ آئیں۔ Naveed Qamar is very hardworking, ان کی موجودگی میں یہ ہو تو پھر کس سے گلہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر (وفاقی وزیر برائے پیٹرولیم وقدرتی وسائل): جناب والا! یہ درست نہیں لکھا ہوا کہ reply not received. This question pertains to Ogra کیونکہ licenses وغیرہ اوگرا دیتی ہے، Ogra comes under the Cabinet Division, یہ صرف next rota day کے لیے defer ہوا ہے، جس دن اوگرا کے سوالات آئیں گے تو اس دن اس کا جواب آجائے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next question No. 14, Dr. Khalid Mehmood Soomro. Yes Dr. Buledi سوال نمبر پڑھ لیں۔

14. *Senator Dr. Khalid Mehmood Soomro: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the names, designation, grade and place of domicile of the persons working at each oil and gas field in the country indicating also the percentage of local employees at each field?

Syed Naveed Qamar: Details of employees of public sector E&P companies *i.e* OGDCL & PPL working at each oil & gas fields in the country is attached at Annex I & II respectively.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Dr. Bluedi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! سوال کیا گیا ہے کہ OGDC میں daily wages, contracts and regular basis پر کتنے افراد ہیں۔ منسٹر صاحب نے figures دیے ہیں کہ contract پر 349 اور daily wages پر کوئی نہیں ہیں، انہوں نے یہ لسٹ منسلک کی ہے۔ میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ گھوٹکی اور قادر پور فیلڈ کے daily wages and contracts کے لوگوں نے ایک ماہ تک OGDC office کے سامنے دھرنا دیا تھا، یہ خود گھوٹکی گئے تھے اور انہوں نے agreement کیا تھا کہ ان کو regular کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ بلیدی صاحب، آپ سپلیمنٹری سوال نمبر 14 کے لیے کر رہے ہیں یا سوال نمبر 16 کے لیے کر رہے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: سوال نمبر 16 کے لیے کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ سوال نمبر 14 ہے۔ آپ نے ابھی سوال نمبر 14 پڑھا ہے۔ اس پر سپلیمنٹری کیجیے، آپ بہت آگے چلے گئے ہیں، آرام، آرام سے چلیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس پر میرا سپلیمنٹری نہیں ہے۔

Mr. Chairman: No supplementary. Anyone else? Nobody. Next Question No. 15. Mr. Talha Mahmood.

15. *Senator Muhammad Talha Mahmood: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the names and designation of the officers in BPS-17 and above in the Ministry, its attached departments, corporations and subordinate offices who themselves or their spouses held dual nationality indicating also the names of the countries of their nationality?

Raja Pervaiz Ashraf: The requisite information in respect of Main Ministry and its departments may be treated as Nil.

However the list of officers of National Engineering Services Pakistan (NESPAK), and Alternative Energy Development Board(AEDB) are at (Annexure-A and B).

Annexure-A

List of NESPAK employees in Grade-8(a) & above (equivalent to BS-17 & above) Whose spouses possess Dual Nationality

Sr. No.	Name	Designation & Grade	Dual Nationality	Division
1.	Mr. Shabbir Ahmad Sadiq	GM (SIS)	Pakistan/U.K.	P&M
2.	Mr. Ahmed Said	Chief Engineer G-12	Pakistan/Canada	H&TE
3.	Mr. Arshad Hussain Malik	Sr.Engineer G-10	Pakistan/Canada	H&TE
4.	Mr . Nadeem Ahmad	Sr.Network Engineer G-10	Pakistan/Canada	M&IT

(Annexure-B)

Amongst AEDB officers, Dr. Basharat Hasan Bashir, Consultant AEDB, (MP-II), himself, his spouse and family possess the dual nationalities *i.e.* Pakistan and Australia

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Mr. Talha Mahmood.

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: جناب چیئرمین! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ NESPAK کے چار افسران کی دوہری شہریت ہے۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ ان افسران نے ملازمت کے دوران یہ شہریت حاصل کی ہے یا ملازمت میں آنے سے پہلے ان کی dual nationality تھی؟ کیا آپ کی وزارت ان سرکاری افسران کو dual nationality رکھنے کی اجازت دیتی ہے اور ان کو کن بنیادوں پر یہ nationality ملی ہے؟ میں چوتھی بات یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر بشارت حسین صاحب نے آسٹریلیا کی nationality لی ہے، انہوں نے یہ nationality کب لی ہے اور کن بنیادوں پر لی ہے کیونکہ یہ بہت اہم عہدوں پر بیٹھے ہیں اور مختلف ملکوں کی نمائندگی کر رہے ہیں، یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف (وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی): شکریہ جناب چیئرمین۔

Honourable member کا جو question ہے اس کی تعداد تو ہم نے بتا دی ہے اور as such dual nationality پر حکومت کی طرف سے کوئی قدغن نہیں ہے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ جو انہوں نے detail مانگی ہے کہ ان کو کب nationality ملی ہے تو وہ اس کے لیے fresh question دے دیں، اس کی ہم detail دے دیں گے۔ جہاں تک انہوں نے ڈاکٹر بشارت کی بات کی ہے کہ جو کہ AEDB میں ہیں، ان کے پاس آسٹریلیا کی بھی nationality ہے، ان کی فیملی بیوی بچوں کے پاس بھی آسٹریلیا کی nationality ہے اور وہ bio-mass میں specialist ہیں، وہ energy میں کام کررہے ہیں۔ ان پر بھی کوئی bar نہیں ہے کہ اگر ان کے پاس Australian passport ہو تو وہ پاکستان میں job نہیں کر سکتے۔ آپ کو پتا ہے کہ جتنے overseas Pakistanis ہیں۔ ان کو تو national identity cards بھی issue ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں spouses کی dual nationality کی بات کی گئی ہے، employees کی نہیں کی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں brain-drain کا بڑا serious مسئلہ ہے، جو بھی bright students ہیں ان کی پہلی کوشش ملک سے باہر جانے کی ہوتی ہے اور ملک سے باہر جانے کے بعد جب وہ experience لیتے ہیں تو ان کو work permit کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے پھر ان کی nationality کا process start ہوتا ہے۔ اگر ہم اس پر کسی قسم کی restriction لگائیں گے تو پھر ہم پاکستان میں talent کو نہیں آنے دیں گے، جو لوگ ہمارے پاکستانی ہیں as long as they are Pakistani citizens اور پاکستان حکومت نے ان کو یہ provision دی ہے کہ وہ dual nationality رکھ سکتے ہیں تو ہم ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔ ہمیں تو ان کو بلانا چاہیے، encourage کرنا چاہیے تاکہ وہاں جو وہ talent سیکھتے ہیں وہ یہاں آکر استعمال کریں اور ہمیں اس کا فائدہ ہو۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question No. 16. Dr. Khalid Mehmood Soomro.

16. *Senator Dr. Khalid Mehmood Soomro: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of persons working on daily wages and on contract basis on each fields of OGDCL,. and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to regularize the services of those persons?

Syed Naveed Qamar: (a) number of persons working on daily wages or on contract basis on each field of OGDCL are as under:

(i)	Daily wages	Nil
(ii)	On contract basis	349 (Total)
(iii)	Contractual on Fields	Annexure−A.

(b) 42 employees have already been regularized as per Govt. instructions. The case of remaining employees is under consideration.

ANNEX-A

OIL & GAS DEVELOPMENT COMPANY LTD.
LOCATION / FIELD WISE SUMMARY OF EMPLOYEES ON CONTRACT
AS ON 28-MAY-10

S#	LOCATION	STAFF	OFFICERS	TOTAL
1	BOBI OIL FIELD	0	14	14
2	BOBI PLANT	1	0	1
3	CHANDA OIL FIELD	1	9	10
4	DAKHNI OIL FIELD	2	6	8
5	DAKNI PLANT	0	2	2
6	DHODAK OIL FIELD	0	2	2
7	DHODAK PLANT	1	8	9
8	E.F.P 1	0	2	2
9	E.F.P 2	0	1	1
10	E.F.P 3	0	3	3
11	E.F.P 4	0	1	1
12	E.F.P 5	0	2	2

13	F-8 ISLAMABAD	0	2		**2**
14	FGCP-I	0	1		**1**
15	FGCP-II	0	1		**1**
16	GAS DY. PLANT Q-PUR	0	1		**1**
17	GEOLOGICAL PARTY-1	0	4		**4**
18	H O ISLAMABAD	10	119		**129**
19	HUNDI GAS FIELD	0	1		**1**
20	KUNNAR PLANT	0	1		**1**
21	KUNNER OIL FIELD	0	6		**6**
22	LOG BASE KOTSARNG	0	2		**2**
23	LOTI GAS FIELD	0	2		**2**
24	MELA OIL FILED	0	1		**1**
25	NANDPUR GAS FIELD	1	2		**3**
26	PIRKOH GAS FIELD	1	9		**10**
27	PRTI	1	5		**6**
28	QADIRPUR GAS FIELD	1	18		**19**
29	R O KARACHI	0	3		**3**
30	R O SUKKAR	0	1		**1**
31	R O QUETTA	0	1		**1**
32	RAJIAN OIL FIELD	0	1		**1**
33	RIG 307	1	5		**6**
34	RIG F-125	0	2		**2**
35	RIG N-1	1	7		**8**
36	RIG N-2	1	6		**7**
37	RIG N-3	2	3		**5**
38	RIG N-4	0	7		**7**
39	RIG N-55	0	3		**3**
40	SADQAL OIL FIELD	1	0		**1**
41	SP-1	0	6		**6**
42	SP-2	0	3		**3**
43	SP-3	0	3		**3**
44	SP-4	0	3		**3**
45	SP-5	0	8		**8**
46	TANDO ALAM OIL FIELD	4	10		**14**
47	UCH GAS FIELD	7	6		**13**
48	UCH GAS PLANT	0	10		**10**
	TOTAL	**36**	**313**		**349**

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Prof. Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : اس میں دراصل میں اصولی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ contractual ملازمت کے ہم اور آپ سب مخالف ہیں۔ آپ نے جو data دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 349 میں سے 313 officers contract پر ہیں اور دوسرے سٹاف کی تعداد 36 ہے۔ یہ بڑا serious issue ہے۔ آپ کو حکومت میں آئے ہوئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں، اگر ان کو regularize کرنا ہے اور جیسے آپ نے کہا کہ کچھ کو کیا تو کریں اور اگر نہیں کرنا ہے تو پھر اسے ختم کریں کیونکہ یہ ایک صریح exploitation ہے، یہ دروازہ بند ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, I totally agree with the honourable Senator.

ہماری پالیسی ہے کہ لوگوں کو long term contracts پر رکھ کر اور صرف contracts کو renew کیا جانا ان کو exploit کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ہم سب کو regularize کرنے کی پالیسی رکھ رہے ہیں۔ صرف یہ ہے کہ بتدریج ہے، جن کو پانچ سال ہوگئے ہیں ان کو فوری طور پر کیا ہے اور اب تین سال والوں کو بھی انشاء اللہ اسی مہینے میں یا within a short period of time کر دیں گے اور باقی لوگوں کو بھی آہستہ آہستہ regularize کیا جائے گا۔ We don't believe in keeping people on rotational contract.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اس جواب کو appreciate کرتا ہوں لیکن میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا۔ کہ کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس سلسلے میں۔ تفصیلی رپورٹ سینیٹ کو دیں کہ کتنے تھے، کس criterion پر آکر آپ نے ان کو regularize کیا ہے، آگے کے لیے criterion کیا ہے اور آپ کتنی۔ مدت۔ میں سب کو regularize کر لیں گے تاکہ contract ملازت کا سلسلہ ختم ہو سکے۔

Syed Naveed Qamar: Definitely, we would do that

کیونکہ اس سے ہماری بھی راہنمائی ہو گی کہ actually پیچھے کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ daily wages اور contract پر ملازمین رکھنے کا criteria کیا ہے۔ کیا یہ ایک سال، دو سال اور اس کے بعد بڑھتا ہے اور daily wages کا کیا طریقہ ہے کیونکہ پچھلے سال کچھ لوگ، جب دوسری حکومت آئی تھی تو انہوں نے نکال دیئے تھے۔ اب عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ ہمارے بلوچستان کے بچے ابھی تک تقریباً سال سے daily wages پر ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا duration کیا ہے اور طریقہ کار کیا ہے، criteria کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: جیسا کہ میں نے پروفیسر صاحب کے سوال کے جواب میں کہا کہ یہ واقعی practice رہی ہے پچھلے کچھ سالوں میں۔ کہ اگر کسی شخص کو regular employment بھی دینی تھی تو اس کی جگہ پر اس کو daily wages پر کرکے اور ہر تین مہینے کے بعد اس کا contract renew کردیتے تھے۔ قانون کو by pass کرنے کے لئے یہ ساری چیز کی جاتی تھیں۔ In one go اگر کوئی پچھلے مہینے میں employ ہوا ہے تو وہ فوری طور پر regularize نہیں ہوتا لیکن اگر کسی کو پانچ سال یا تین سال ہوگئے ہیں تو اس کو definitely regularize ہونا چاہیے because he is working in regular position کچھ ایسی positions ضرور ہوتی ہیں جو کہ کسی جگہ پر عارضی کام ہے یا پائپ لائن بچھائی جارہی ہے تو وہاں کے مقامی لوگوں کو اس کام کے لئے رکھا جاتا ہے اور جب کام ختم ہوجائے تو ان کی نوکری ختم ہوجاتی ہے وہ مختلف بات ہے لیکن جو regular companies کے کام ہیں ان میں جو لوگ employ ہوتے ہیں، جیسا کہ یہ سات سال کی بات کررہی ہیں، اگر ابھی کچھ رہ گئے ہیں تو ہم ان کو regularize کردیں گے۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ کوئی اور بات پوچھنی ہے؟ جی۔

سینیٹر کلثوم پروین: انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے تو میں وہ چاروں نام بتا دیتی ہوں۔ کیونکہ یہ چاروں بچے سات سال سے daily wages پر ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وہ بتلادیجئیے گا۔ جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میرا وزیر محترم سے سوال ہے جو کہ ان کی وزارت سے relevant ہے اور بہت ہی burning issue ہے کہ ایک دن پورے پاکستان میں CNG Stations بند کردینے سے جو پٹرول کی consumption ہے۔ اس میں کتنا اضافہ ہوا ہے کیا یہ اس کے متعلق کچھ بتاسکیں گے۔

جناب چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: یہ سوال تو اس سے Related نہیں ہے کیونکہ یہ ملازمین کے بارے میں ہے۔ اس کے لئے یہ fresh question دے دیں تو میں جواب۔ دے دوں گا۔ پالیسی کا issue ہوتا تو میں فوراً جواب دے دیتا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کے لئے fresh question دے دیں۔

Next question. Prof. Khurshid Sahib. Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اس کا جواب نہیں آیا ہے اور صرف سات سوال آج کے ایجنڈے میں ہیں لیکن تین کے جواب نہیں ہیں۔اگلے سوال کا بھی یہ مسئلہ ہے کہ جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین:۔ سیکرٹری صاحب! ان کو Next Rota day میں لے آتے ہیں۔ The questions are finished. جی بیگم صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: اس وقت نہ برکت ہے نہ رحمت ہے۔پتا نہیں Housing Ministry کا کیا مسئلہ ہے کہ کبھی بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ اپنے نام کی لاج رکھیں اور نام کی لاج رکھتے ہوئے سوالوں کے جوابات وقت پر دے دیں۔جب بھی ان کے سوالات ہوتے ہیں تو کبھی بھی جواب نہیں ملا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ سوال پھر لیتے کیوں ہیں اگر ان کا محکمہ جواب نہیں دیتا۔ کسی کا بھی مکمل جواب نہیں ہوتا۔ یہ برکتیں اور رحمتیں صرف کوارٹر الاٹ کرنے کے لئے ہیں اور اپنوں کو نواز رہے ہیں بلکہ بیچ رہے ہیں۔ان سے کہہ دیں کہ اس ایوان میں بھی جواب دینے کے لئے آجائیں۔ میں تو یہ کہوں گی کہ دوسروں کے لئے رحمت ہیں اور ہمارے لئے زحمت ہیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! رحمت اللہ کاکڑ صاحب کو inform کر دیجئیے گا۔ ان کے sentiments convey کر دیجئیے گا اور next rota day پر the answers must come. کاکڑ صاحب سے کہہ دیں کہ یہ شکایت ہو رہی ہے کہ ان کے محکمے کے سوالات کے جوابات نہیں آرہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر گزشتہ ۱۶ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۷ تا ۱۹ مئی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر ولی محمد بادینی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ ۳ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب وزیر برائے ہاؤسنگ و تعمیرات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے مورخہ ۷ جون تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس میں منظور یا نامنظور کی بات نہیں ہے۔ یہ صرف اطلاع ہوتی ہے۔ جی item No.3 لے لیتے ہیں۔ ہارون صاحب آپ کا Privilege Motion ہے۔

سینیٹر ہارون خان: جی میں نے کل submit کرایا تھا۔ میرا اور طارق عظیم صاحب کا ہے جی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بزنجو صاحب! ابھی لے لیتا ہوں آپ گھبرائیں مت۔ میں اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک آپ کا Point of Order سن نہ لوں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: کچھ بھی ہو My point of order must be taken first. یہ بہت ہی اہم ہے I will not compromise on this میں اس پر کسی قسم کا compromise نہیں کروں گا اور میں insist کروں گا کہ you have to take my point of order because it is very important.

جناب چیئرمین: کیا it is very important چلیں لے لیتے ہیں جی۔

Point of Order

Gang War and Target Killings in Karachi

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: شکریہ جناب چیئرمین! میں آج اس بات پر اس لئے insist کر رہا ہوں کہ پیپلز پارٹی جو کہ کراچی میں ایک یتیم آرگنائزیشن ہے سوائے لیاری کے۔ پیپلز

پارٹی کے میرے سارے دوست یہاں موجود ہیں کہ جہاں بھٹو کو کبھی پہلی پذیرائی ملی that was Liyari. Liyari is the oldest part of Karachi city. جہاں سے کراچی کا نام شروع ہوتا ہے وہ لیاری ہے۔ جناب والا، پچھلے پانچ سالوں سے لیاری چند غنڈوں، بدمعاشوں کے قبضے میں ہے۔ وہاں لوگوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں، گھر لوٹے جا رہے ہیں اور ہر کسی سے بھتہ وصول کیا جارہا ہے۔ اس وقت ہماری اطلاع کے مطابق لیاری میں پانچ سو جگہوں پر ہیروئن اور چرس فروخت کی جارہی ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت آنے کے بعد جو ابھی تک calculations آئی ہیں لیاری میں صرف اس حکومت کے دور میں تین سو سے زیادہ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ رحمٰن ڈکیت کو وہاں پر سردار عبدالرحمٰن بنایا گیا اور ساری لیاری اس کے حوالے کردی گئی۔ جب اس کا دور ختم ہوا اور ان حکمرانوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑی تو انہوں نے وہاں ایک نئی مصیبت کھڑی کردی کہ عزیر نے ایک peace committee بنائی ہے۔ جناب والا، جو سب سے بڑا غنڈہ ہے وہ لیاری کی peace committee کا انچارج ہے وہ فیصلے کرتا ہے کہ کیا ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! پچھلے پانچ دن سے کراچی میں continuously firing ہو رہی ہے۔ بلوچستان میں راکٹ چلتا ہے تو کسی پہاڑ پر گرتا ہے، وزیرستان میں اگر کوئی راکٹ چلتا ہے تو وہ پہاڑ پر گرتا ہے۔ لیاری میں پچھلے تین دن میں بائیس راکٹ چلے ہیں۔ Do you believe کہ وہ کیا ہوتے ہیں۔ اس وقت وہاں پر 10 persons per day deaths ہو رہی ہیں۔ حالت یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے اپنے ایم این اے اور ایم پی اے وہاں نہیں جاسکتے مگر حکومت بالکل خاموش ہے۔ خدارا! ہمیں یہ بتایا جائے کہ اس ملک اور اس کے لوگوں کو آپ کہاں لے جارہے ہیں؟ اگر اسلام آباد میں بلیو ایریا میں ایک دوسرے پر راکٹ چلنا شروع ہو جائیں تو پاکستان کا کیا ہوگا؟ اگر کراچی میں صدر اور لیاری میں فریقین ایک دوسرے پر راکٹ چلا رہے ہوں تو پھر کیا ہوگا؟ وہاں پر پولیس اس وقت دونوں گروپوں کے ساتھ negotiate کر رہی ہے عزیر اور غفار ذکری کے ساتھ کہ آؤ مذاکرات کرو تاکہ امن قائم ہو۔ ہر تیسرے دن حکومت وہاں ان دونوں کے درمیان مذاکرات کراتی ہے اور اس کے بعد جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ ہماری اطلاع یہ ہے کہ کل لیاری سے باقاعدہ migration شروع ہو چکی ہے۔ اس وقت تین سے چار ہزار آدمی لیاری سے migrate کر کے حب چلے گئے ہیں اور day by day یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں لوگ وزیرستان سے migrate کر رہے ہیں۔ اگر لوگ لیاری سے، لاہور سے، کراچی سے migrate کریں گے تو یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔ ہم اس پر walk out کرتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے اس بات کی تائید کرنا چاہتا ہوں اور اس میں تھوڑا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی hostage بنا ہوا ہے، لیاری بھی اور دوسرے علاقے بھی۔ Target killing ہو رہی ہے، پانچ سو سے زیادہ افراد پچھلے چھ مہینے کے دوران مارے گئے ہیں۔ ہم اس پر احتجاج کریں گے اور walk out کریں گے۔ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! اس کی رپورٹ لے لیتے ہیں۔ جی سیف اللہ صاحب۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے walkout کر گئے)

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! کراچی میں جو ہو رہا ہے یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔ پچھلے کچھ عرصے میں پانچ چھ سو لوگ مر گئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے، کوئی پکڑا گیا ہے؟ ہم کیا پیغام دے رہے ہیں لوگوں کو؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ سیف اللہ صاحب۔ جی عباسی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! ایک انتہائی serious situation کو۔ میر حاصل بزنجو صاحب نے point out کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت لیاری پاکستان پیپلز پارٹی کا گڑھ رہا ہے۔ جس طرح انہوں نے کہا کہ کراچی میں۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جب پارٹی سیاست شروع کی تو وہ سیاست شروع ہی لیاری سے ہوئی ہے۔ میری نظر میں وہاں پر اس وقت صورتِ حال انتہائی گھمبیر ہے۔ میری آپ سے یہ request ہو گی کہ آپ kindly وزیرِ داخلہ صاحب کو call کریں۔ مجھے نہیں پتا کہ State Minister sahib کے پاس اتنی information ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت جو حالات لیاری کے اندر موجود ہیں، وہ مسلسل چل رہے ہیں۔ تقریباً تین سال ہوگئے ہیں، دو سال ہماری حکومت کو بھی ہوگئے ہیں۔ حقیقتاً آپ کے پارٹی کے MNAs اور MPAs وہاں گھس نہیں سکتے۔ حقیقتاً آپ کی پارٹی کے لوگ وہاں پر اپنی activities نہیں کرسکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے یہ انتہائی serious situation ہے۔ لوگ واقعی وہاں سے اب نکلنا شروع ہوگئے ہیں۔ میں میر صاحب کی بات سے بالکل اتفاق کروں گا اور میں یہ request کرتا ہوں آپ سے کہ اگر State Minister sahib information رکھتے ہیں تو وہ یہاں پر کوئی statement دیں یا پھر آپ kindly رحمٰن ملک صاحب، وزیرِ داخلہ کو یہاں بلائیں کیونکہ لیاری کی situation بہت ہی زیادہ

گھمبیر ہے۔ آپ کے اوپر، پارٹی کے اوپر بہت بڑا slur آرہا ہے اس کی وجہ سے جو کچھ آج لیاری میں ہورہا ہے۔ میری آپ سے مودبانہ request ہے کہ آپ Interior Minister sahib کو بلائیں تاکہ وہ یہاں پر آ کر statement دیں کہ وہاں کے حالات کیا ہیں اور وہ اس کو کس طرح control کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین walk out ختم کرکے ایوان میں دوبارہ تشریف لائے)

جناب چیئرمین: کچھ business لے لیتے ہیں اس کے بعد points of order لیں گے۔ بخاری صاحب! یہ جو issue raise کیا ہے بزنجو صاحب نے، آپ Interior Minister sahib کو بلالیں۔ کل تو Budget lay ہوگا تو Tuesday کو آکر ساری صورتِ حال پر روشنی ڈالیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اس پر آپ نے ruling دی ہے، بلاشبہ جو law and order situation ہے۔ it is very alarming. پھر جو issue انہوں نے raise کیا اور اب Members نے بھی concern show کیا تو primarily, it is a provincial subject but certainly, we will ask the Interior Minister to come.

جناب چیئرمین: جو apprehensions show کیے ہیں Members نے، کم از کم House میں آکر ذرا explain کردیں Tuesday کو۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جی ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: بس Interior Minister کافی ہیں، وہ جو بھی data ہے collect کرلیں گے وہاں کے Home Minister سے اور یہاں بتادیں گے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں اگر یہ addition کردیں کہ وہ ہمیں بتائیں کہ کتنے لوگ مارے گئے ہیں، جنوری سے اب تک۔ آیا کسی کو پکڑا گیا ہے یا کسی کے خلاف چالان ہوا ہے، کوئی investigation ہوئی ہے، کچھ تو ہمیں بتائیں۔

جناب چیئرمین: بالکل وہ آکر لیاری کے بارے میں detailed report دیں گے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! معذرت کے ساتھ میں ایک گزارش ضرور کروں گا کہ یک لخت کھڑے ہو کر ایک issue پر point of order کے ذریعے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ پارلیمنٹ کے لیے procedures ہیں، if they want some information from the Minister, they should seek it in accordance with the procedure.

Mr. Chairman: I am giving time. This is sufficient time.

منگل تک time دیا جارہا ہے۔ جی ہارون صاحب! آپ کا Privilege Motion ہے۔

Privilege Motion

Irresponsible Attitude of Pakistan Cricket Board towards Parliament

سینیٹر ہارون خان: جناب! میرا Privilege Motion ہے۔ اس میں یہ دو pages ہیں، I don't want to go over it. It should be taken as read. اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب! سینیٹ کی Standing Committee on Sports نے ایک Sub-Committee بنائی تھی پاکستان کرکٹ بورڈ کے ایک مسئلہ کے لیے۔ اس میں قذافی سٹیڈیم لاہور کی expansion پنڈی سٹیڈیم کی expansion اور ایک bio-tech lab کی construction کے معاملات میں ایک dispute تھا۔ اس Sub-Committee کا میں Convener تھا اور معزز سینیٹرز طارق عظیم صاحب اور کرنل مشہدی صاحب اس کے members تھے۔ ہماری پہلی meeting ہوئی جس میں ہم نے ان سے کہا کہ آپ یہ amicably settle disputes کریں چونکہ ہم ان کے financial disputes میں involve نہیں ہونا چاہتے تھے، جس پر انہوں نے رضامندی ظاہر کی۔ ہم نے ان کو پندرہ دن دیے کہ آپس میں بیٹھ کر آپ اس کا فیصلہ کریں۔ پندرہ دن کے بعد جب Sub-Committee کی دوسری meeting ہوئی تو اس میں پاکستان کرکٹ بورڈ نے ہمیں inform کیا کہ ہماری settlement ہو گئی ہے اور ان minutes پر ان دونوں parties نے جس میں پاکستان کرکٹ بورڈ کے چار senior executives تھے، chaired by the Chief Financial Officer of Pakistan Cricket Board اور باقی سب parties کے signatures تھے۔

انہوں نے presentation کرتے ہوئے کہا کہ جی ہمارے یہ فیصلے ہوگئے ہیں۔ Chairman Pakistan Cricket Board tried to get out of that signed arrangement between all the parties. جس کے اوپر ہماری کمیٹی نے stand لیا اور ہم نے کہا کہ جب آپ اس کمیٹی کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک amicable settlement ہو چکی ہے اور ہمیں آپ presentation کر رہے ہیں اور آپ کے لوگوں نے sign کیا ہے تو you cannot back out of these commitments because if this is the way you run this House, this House is in total disarray and disorder and we are not going to let this happen. اس کے اوپر Ministry of Sports کے ساتھ، اس Sub-Committee نے فیصلہ کیا کہ جو بھی ان کی signed settlement ہو گئی ہے، that should be the final thing and we finished the meeting. ایک دن کے بعد Chairman Pakistan Cricket Board جناب اعجاز بٹ صاحب نے پریس کانفرنس کی۔ اس میں انہوں نے یہ الزام لگایا کہ یہ سب کمیٹی میرے پاس آئی تھی اور ایک ٹھیکیدار کی payment جو جائز نہیں تھی، وہ مجھے اس کے لیے pressurize کر رہے تھے اور پھر مجھے threaten کر کے گئے کہ ہم باہر نکل کر آپ پر match fixing کے الزامات لگائیں گے، لہذا میں نے انکار کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ نے یہ Committees بنائی ہیں۔ ہمیں empower کیا ہے کہ ہم جا کر monitoring کریں اور oversight کا کام کریں۔ اگر ان Committees کا یہ حال ہونا ہے کہ جب ہم کسی پر دباؤ ڈالتے ہیں mismanagement کے اوپر، disorder کے اوپر، کرپشن کے اوپر تو وہ پہلے سفارشیں کرواتے ہیں اور سفارشیں نہ مانیں تو وہ باہر نکل کر الزام لگاتے ہیں۔ یہ نہ صرف ہماری اس Sub-Committee کو بلکہ اس پورے House کو let down کرنے کی بات ہے۔ These people, especially the management of Pakistan Cricket Board does not take the Parliament seriously. لہذا بہت مجبوری کے باعث، میں نے اور سینیٹر طارق عظیم صاحب نے یہ Privilege Motion پیش کیا ہے۔ آپ سے میری یہ request ہے کہ to maintain the sanctity of our Committees آئین، قانون اور سینیٹ نے ہمیں جو powers دی ہیں، ان کو maintain کرنے کے لیے اس Privilege Motion کو accept کیا جائے اور اسے Privilege Committee میں بھجوایا جائے۔ We should use this to

teach a lesson to the people who think that the Parliament can be bypassed. پارلیمنٹ نے اپنا task کرنا ہے۔ This is all on voluntary basis that we are doing and I urge upon you to let this go and be decided in the Privileges Committee.

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sports Minister is here. I don't oppose it.

جناب چیئرمین: آپ اس کو oppose نہیں کر رہے۔ جی Sports Minister صاحب۔

Mir Aijaz Hussain Jakhrani (Federal Minister for Sports): Not opposed.

Mr. Chairman: Ok. Let it be sent to the concerned Standing Committee. Lt. Gen. Javed Ashraf sahib, please move item No.3.

Laying of Reports

Senator Lt. Gen. (R) Javed Ashraf: Sir, I beg to present the report of the visit by Committee on Defence and Defence Production to United States from 17th to 22nd May, 2010.

Mr. Chairman: Report stands presented. Item No.4. Hina Rabbani Khar sahiba.

بخاری صاحب! براہِ مہربانی۔ آپ کر لیجیے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the Third Quarterly Report for the year 2009-10 of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's economy, as required under section 9A(f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Chairman: Papers stand laid.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پچھلی مرتبہ یہ بات ایوان میں اٹھائی گئی تھی، Standing Committee on Finance میں اٹھائی گئی تھی۔ Standing Committee میں Governor State Bank نے وعدہ کیا تھا کہ یہ تینوں reports پارلیمنٹ کے لیے ہیں اور annual report public کے لیے ہے۔ اس لیے یہ پہلے پارلیمنٹ میں آنی چاہیے پھر اس کو press میں جانا چاہیے۔ دو دن پہلے اسے press کو release کر دیا گیا ہے، ہمیں آج دی جا رہی ہے، یہ مسلسل State Bank کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔

جناب چیئرمین: حنا ربانی صاحبہ نہیں ہیں، when she will be here, we will ask this question to her. Legislative Business, جی بخاری صاحب اس میں کوئی amendments تو نہیں ہیں۔ We may now take up item No. 5, please move the motion.

Legislative Business

Pakistan Penal Code (Amendment) Bill 2010

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal code [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal code [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration. Is it opposed?

جی پروفیسر صاحب principles of the Bill پر بات کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس Bill کا ایک background ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے قانون قصاص کے تحت قتل کا معاملہ ہو یا injury کا معاملہ ہو، اس میں اگر قتل کے معاملے میں agreement ہو جائے اور injury کے معاملے میں قانون کے مطابق دیت دی جاتی ہے۔ اس ایوان میں ہمارے سابق سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے ایک Bill move کیا تھا جو اس Bill کا original version ہے اور اس میں یہ بات سامنے لائی گئی تھی کہ

دیت کے قانون کے بارے میں انصاف کا راستہ اختیار کیا جائے۔ ایک طرف وہ مظلوم ہے جس کو زخم لگے ہیں اور جس کو دیت ملنی ہے، دوسری طرف وہ مجرم ہے جو اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ resources رکھتا ہے اور دیت ادا کر دیتا ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر وہ یہ ادا نہیں کرتا تو جیل میں جاتا ہے۔ اگر فی الحقیقت وہ resources کے باوجود avoid کر رہا ہو تو اسے کوئی relief نہیں ملنا چاہیے۔ اگر وہ مجبور ہے تو اس کے لیے کوئی راستہ نکالا جائے۔ ہم نے اس میں تجویز کیا تھا کہ ایک ایسا فنڈ ہو، اس لیے کہ اسلام کا جو اصول عاقلہ ہے اس میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ایسے حالات میں مقامی آبادی یا پھر state اسے پورا کرے، اس Bill کا یہ background ہے۔ اس background میں یہ کمیٹی میں آیا اور پھر کمیٹی نے اس معاملے کو اسلامی نظریاتی کونسل کو refer کیا تاکہ وہ شرعی نکتہ پوری طرح بیان کر دے۔ میرے علم کی حد تک کمیٹی کے سامنے اس کے بعد یہ چیز نہیں آئی، گو کمیٹی کی discretion میں یہ بات بھی آئی تھی کہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ اسے private member کی بجائے ایک سرکاری Bill بنایا جائے گا۔ ہم نے کہا تھا کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس رپورٹ کو اس Bill میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس میں وہ توازن نہیں ہے جس کا تقاضا original Bill میں یا کمیٹی نے کیا تھا کہ دونوں میں سے جو مجبور ہے اس کی مدد ہونی چاہیے لیکن یہ بات کہ تین سال کی بجائے پانچ سال کر دیا جائے، یہ بات کہ installments کی مدت بڑھا دی جائے، یہ بات کہ اسے parole پر رہا کر دیا جائے، یہ بات کہ security کے ساتھ surety بھی ہو اور surety میں گویا اس کے لیے کوئی ضمن اور property کا base نہیں ہو گا۔ آپ دراصل اس کو dilute کر رہے ہیں اور صرف ایک پارٹی کو relief دے رہے ہیں، دوسری پارٹی کو نہیں دے رہے ہیں جو اس سے زیادہ مجبور و مظلوم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ بات نہیں کی گئی ہے۔ آپ اسے کمیٹی کو refer کریں تاکہ اس پر دوبارہ غور ہو اور اسلامی نظریاتی کونسل کی جو recommendations ہیں انہیں سامنے رکھا جائے، اسے improve کیا جائے۔ اس قانون کے مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے، ہم نے اس کو originate کیا تھا، یہ اپوزیشن کی طرف سے originate ہوا تھا لیکن جس شکل میں یہ آیا ہے اس پر ہمارے نقطہ نظر کو reflect properly نہیں کیا گیا اور جو شریعت کے تقاضے ہیں وہ بھی پورے نہیں کیے گئے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس پر نظر ثانی کرے، یہ مسئلہ حکومت، اپوزیشن کا نہیں ہے بلکہ ایک national issue ہے، ایک humanitarian issue ہے، اسے انصاف کے تقاضوں کے تحت طے ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی طارق صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! ہمیں جو Defence report Committee کی طرف سے دی گئی ہے----

جناب چیئرمین: طارق صاحب! اب تو میں آگے آ گیا ہوں، بعد میں بات کر لیجیے گا۔ اس پر کسی اور کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جیسے پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا، میں بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس Bill کے principles سے ہمیں اتفاق ہے لیکن عملاً جو صورتحال ہے وہ درست نہیں ہے۔ یہ قتل خطا کا مسئلہ ہے اور قتل انسانی حقیقت میں بہت بڑا جرم ہے۔ ملک کے شہریوں کی جانوں کو تحفظ فراہم کرنا ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس وقت ملک میں قرآن و سنت کا قانون نافذ العمل ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے، اس لیے انسانی جان اس وقت محفوظ نہیں ہے اور قتل انسانی کا سلسلہ بہت بڑے پیمانے پر پورے ملک میں جاری ہے۔ اگرچہ قانون کی کتاب میں تو قتل عمد اور قتل خطا لکھ دیا گیا ہے اور اس میں ساری تفصیلات بھی ہیں لیکن ایک طرف جو اصل قانون ہے اس میں تعریف بھی ہے اور سزا بھی ہے۔ Procedural law میں جو تبدیلیاں لائی جانی ضروری ہیں، وہ اس وقت تک نہیں لائی گئی ہیں، اس لیے اصل قانون پر عملدرآمد بھی نہیں ہور رہا ہے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کے ساتھ Procedural law کو بھی قرآن و سنت کے موافق بنایا جائے۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ قتل خطا کے بارے میں سورہ نساء میں۔ اللہ کا حکم موجود ہے کہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ۔

ترجمہ: اور مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے۔

قرآن و سنت کے قانون میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ دیت کی عدم ادائیگی کی صورت میں کسی کو گرفتار رکھا جائے، کسی کو زیر حراست رکھا جائے۔ دیت کی ادائیگی اصل میں اس شخص

سے زیادہ عاقلہ پر ہے اور جہاں عاقلہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ دیت ادا کرے، عاقلہ کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اس فرد کو جو اس کا ایک ممبر ہے اسے بھی وہ control کرے۔ اس لیے اس فرد پر ڈالنے کی بجائے اس کو عاقلہ پر ڈالا گیا ہے۔ ہمیں اس وقت یہ مشکل درپیش ہے کہ اس دور میں اور موجودہ حالات میں عاقلہ کی کوئی جامع اور بامعنیٰ تعریف ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ اس Bill پر گزشتہ دور میں جب خالد رانجھا صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین تھے اور یہ کامران مرتضیٰ صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا تھا تو مجھے ذمہ داری سونپی گئی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو ایک خط draft کرکے بھیجوں، میں نے وہ خط بھیجا تھا لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے بھی عاقلہ کی کوئی جامع تعریف نہیں آ سکی تھی۔ جناب چیئرمین! آپ اس وقت ہماری کمیٹی کے ممبر تھے، شاید اس دن آپ موجود نہیں تھے، جب وہاں پر عاقلہ کے بارے میں بات ہونے لگی، بازار کے بارے میں کہ اگر کوئی دکاندار قتل خطا کا مرتکب ہو تو اس کی عاقلہ کون ہو گی؟ دکانداروں کی انجمن اس کی عاقلہ ہے۔ بات یہ آئی کہ اگر کوئی وکیل قتل خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی عاقلہ کون ہو گی؟ دیت کون ادا کرے گا؟ یہ کہا گیا کہ Bar Association اس کی عاقلہ ہے، کچھ دوستوں نے ازراہ تفنّن وہاں پر کہا کہ آپ اس کو قتل خطا میں کیوں ڈال رہے ہو؟ اس کو قتل عمد میں ڈال کر اسے پھانسی دی جائے اور ہم سے کیوں پیسے لیے جائیں، آپ کو اسی سے پیسے وصول کرنے چاہییں۔ اس وقت معاشرے کی جو کیفیت اور جو صورت ہے ہم اس مشکل میں گرفتار ہیں، صرف یہ temporary relief دینے سے کہ آپ اس کو parole پر رہا کرنے کی بات کریں یا installments کر دیں یا مدت ادائیگی تین سال سے بڑھا کر پانچ سال کر دیں، یہ temporary relief تو ہو سکتا ہے لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ معاشرے کی موجودہ صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے، قرآن و سنت کی روشنی میں اس قانون میں ترمیم کریں اور مکمل relief دیں۔ قتل خطا میں جو شخص دیت کی عدم ادائیگی کی وجہ سے زیر حراست ہے اس کو بھی relief ملنا چاہیے لیکن عاقلہ کی ایک جامع تعریف کہ عاقلہ کون ہے، کس سے یہ وصول ہونا چاہیے اور پھر ریاست کی ذمہ داری کیا ہے؟ ریاست بھی اپنی ذمہ داری پوری کرے، یہ ساری تفصیل قانون کے اندر آنی چاہیے، قانون کو جامع ہونا چاہیے۔ میں پروفیسر صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اسے کمیٹی کو refer کیا جائے۔ اس پر دوبارہ غور ہو، اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے بعد ایک جامع صورت میں اسے ایوان میں سامنے لایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ جناب چیئرمین، اس amendment کے ذریعے Pakistan Penal Code کے تین sections کو amend کیا جا رہا ہے اور اس کے objects primarily یہ ہیں کہ جہاں hurt cases میں کوئی convict ہو جاتا ہے اور اس کو دیت کی، داماں کی اور hurt کی سزا ہوتی ہے اور وہ اس کو ادا کرنے کے لیے incapable ہے، اب وہ جیل میں پڑا رہے تو victim یا اس کی family کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ دیت وہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے اس لیے حکومت نے اس بل میں یہ introduce amendments کی ہیں اور یہ both sides کو facilitate کرنے کے لیے ہیں ایک تو convict installment کے ذریعے دیت یا داماں ادا کر سکے، وہ extend کیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے ایک fund create کیا جا رہا ہے کہ جہاں اس کو soft loan کے ذریعے پیسے مل سکیں اور وہ یہ دیت یا compensation victim یا victim کی family کو ادا کر سکے اس کا object and purpose relief for both the parties ہے۔ اس لیے the Government has introduced this Bill and if there is any need, جو انہوں نے suggest کیا ہے تو there is always space for improvement, if they intend to move something else that can be considered at the later stage.

Mr. Chairman: Thank you, It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill, as there are no amendments, we take up Clause 2 to 5 together. The question is that Clauses 2 to 5 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 5 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill.

The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title stand part of the Bill. Please move item No.6.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2010], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed.

(Desk thumping)

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! وزیر صاحب کو ذرا appraise کر دیجئیے ruling کے بارے میں کیونکہ Tuesday کو انہوں نے details دینی ہوں گی۔

Now, let us take Points of order, Haji Adeel Sahib.

Points of Order

Police Brutality on Female Protestors

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب! جب سے یہ حکومت بنی ہے اس کا مقصد خواتین کا احترام بھی ہے، خواتین کی عزت اور خواتین کو ان کا اصلی مقام دینا ہے اور ان کو اعلیٰ عہدوں سے سرفراز کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اسمبلی کی سپیکر صاحبہ ایک خاتون ہیں، گلگت کی گورنر صاحبہ خاتون ہیں۔ اس وقت Ministers اور بہت سے اداروں میں خواتین خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

بے نظیر سپورٹ پروگرام کے سلسلے میں بھی یہی وجہ تھی کہ وہ امداد صرف خواتین کو دی جائے گی۔ یہ اس حکومت کا منشور تھا اور ہے یہ بڑا جرأت مندانہ قدم اس حکومت نے اٹھایا کہ پہلی

مرتبہ ایک خاتون کو سپیکر بنایا، ایک خاتون کو گورنر بنایا لیکن وزیر داخلہ یہاں تشریف رکھتے ہیں، کل پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے خواتین کے ساتھ جو کچھ ہوا، خواتین پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ خواتین کے ساتھ جو نچلے درجے کے ملازمین آئے ہوئے تھے ان میں سے کئی کو گرفتار کیا گیا۔ خواتین ساری رات آندھی، طوفان اور بارش میں سامنے بیٹھی رہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا پولیس اس حکومت سے جدا ہے؟ کیا پولیس کا کوئی اپنا اختیار ہے؟ کیا پولیس کی اپنی کوئی پالیسی ہے کہ ہماری حکومت خواتین کے احترام کی بات کرتی ہے، ان کی عزت کی بات کرتی ہے اور پارلیمنٹ کے سامنے شاہراہ دستور پر خواتین کی بے عزتی کی جا رہی ہے۔ یہ میرا point ہے اور وزیر داخلہ یہاں تشریف رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you. جی کلثوم صاحبہ۔ پروفیسر صاحب آپ بھی اس سے متعلق ہیں، فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ان لوگوں میں ملازمین ہیں اور خواتین بھی ہیں، مرد بھی ہیں۔ ان میں تعلیم کے شعبے کے لوگ بھی ہیں، ان میں Lady Health Workers' Federation ہے اور All Pakistan Government Employees' Federation ہے، ان میں teachers ہیں اور ان پر اس طریقے سے لاٹھی چارج ہوا ہے کہ انتیس افراد ان میں سے hurt ہیں۔ ٹی وی میں ہم نے ان کے سروں سے خون بہتا ہوا دیکھا ہے۔ یہ کیا ظلم ہے؟ آپ ایک جمہوری حکومت ہیں، آپ ایک عوامی حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو مسائل سامنے آتے ہیں ان پر negotiate کیجئے، بات چیت کیجئے لیکن شکایت کے جواب میں ڈنڈا، گولی، tear gas and water پھینکنا ہر جگہ یہی ہو رہا ہے۔ اب یہ پارلیمنٹ کے سامنے ہوا ہے جو پارلیمنٹ کی بھی ایک حیثیت سے violation of its sanctity ہے اس لیے کہ پارلیمنٹ میں جو دادرسی کے لیے آتا ہے اس کو ڈنڈے سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ اس کا جواب بات سن کر اور مسائل کا حل نکال کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں چاہوں گا کہ وزیر داخلہ صاحب جو ایسے معاملات کے اندر کبھی کبھی bold باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں وہ کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جو ہماری عزت، اسلامی روایات اور مسلم معاشرے کی روایات کے مطابق ہو خواتین کے لیے بھی، مظلوموں کے لیے بھی، مجبوروں کے لیے بھی ان کا ڈنڈوں سے مقابلہ کرنا، اس سے زیادہ برا رویہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین، میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا۔ میں ایک تو حاجی صاحب کی باتوں کو second کروں گی دوسرے یہ کہ جن خواتین کی بات ہو رہی ہے یہ Lady Health Workers ہیں۔ ایک Project Mother and Child ہے جو بار بار extend ہوتا جارہا ہے۔ اس بارے میں ہم اپنی کمیٹی میں، حسیب خان بھی ادھر بیٹھے ہیں، بی بی ریحانہ یحیٰ بلوچ صاحبہ بیٹھی ہیں، میرے ساتھ ڈاکٹر صاحبہ بیٹھی ہیں، already یہ recommend کر چکے ہیں،۔ان کی تنخواہ چھ ہزار بڑھانے کے لیے اور ہم سے commit کیا گیا ہے پانچ ہزار بڑھانے کے لیے۔ اس وقت پورے پاکستان میں ایک لاکھ Lady Health Workers ہیں جو کہ گلیوں، گاؤں اور گوٹھوں میں خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ ہم نے چھ ہزار کے۔ لیے کہا۔ تھا جبکہ پانچ ہزار دو سو ان کی تنخواہ کرنے کی ہم سے commitment کی گئی ہے۔ ہم Monday کو دوبارہ اس پر Committee meeting call کریں گے اپنی recommendations کے حوالے سے کہ کیا اس بجٹ میں ان کو رکھا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کیونکہ ہماری Prime Minister سے بھی اس سلسلے میں بات ہوئی ہے، یہ regular تو ہو نہیں سکتیں کیونکہ یہ ایک project ہے۔ یہ پراجیکٹ آگے extend ہو سکتا ہے جس کے لیے donors ہمیں donations دیتے ہیں۔ پاکستان کا بھی اس میں کچھ حصہ ہے، جو contribute کرتا ہے۔ جہاں تک تنخواہ کا تعلق ہے وہ ہم پچھلے سال کی جولائی سے ہی لگے ہوئے ہیں کہ ان کی تنخواہ چھ ہزار کی جائے مگر اب انہوں نے پانچ ہزار دو سو بڑھائی ہے۔ ہماری ہمدردیاں ان خواتین کے لیے ہیں۔ کم از کم ایسا سلوک اور وہ بھی پارلیمنٹ کے سامنے عورتوں کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تنخواہ کا جہاں تک معاملہ ہے، ہم پرسوں Monday کو دوبارہ اس کو take up کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں کامیاب ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: میں بھی اسی مسئلے پر کچھ کہنا چاہوں گی۔ بات یہ ہے کہ خواتین جب گھر سے نکلتی ہیں اور خصوصاً اتنی معمولی سی نوکری کے لیے تو وہ ضرورت مند ہوتی ہیں، اس لیے نکلتی ہیں ورنہ اتنی تھوڑی تنخواہ کے لیے کوئی گھر سے نہیں نکلتا۔ ہماری پولیس کو بھی چاہیے کہ وہ خواتین

کے ساتھ انصاف سے چلیں اور یہ دیکھیں کہ وہ صنف نازک بھی ہے۔ ان کے گھر میں بہو بیٹیاں ہیں۔ اس لیے ذرا صحیح سلوک کریں اور دوسرے وزیر اعظم صاحب نے کم سے کم تنخواہ کی حد سات ہزار روپے رکھی ہے۔ اگر وزیر اعظم صاحب ایک بات کہیں اور اس پر عمل نہ ہو تو یہ بہت افسوس ناک بات ہو جاتی ہے۔ یہاں سینیٹ اور اسمبلی میں ہم جو خواتین ہیں، جب ہم باہر جاتی ہیں پریس والے اور بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ وہاں بیٹھی ہیں تو آپ آواز کیوں نہیں اٹھاتیں۔

ایک اور بات میں کہنا چاہوں گی معذرت سے کہ میں نوٹس نہیں لے سکی کیونکہ time نہیں تھا۔ آج کے نوائے وقت اخبار میں اکرم شیخ، ایڈووکیٹ سے منسوب ایک خبر چھپی ہے جس میں انہوں نے تمام parliamentarians کو اور صاحب صدر کو ان پڑھ کہا ہے۔ اس کو میں تمام ہاؤس کے behalf پر condemn کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی بنگش صاحب۔

Derogatory Remarks of a Lawyer against the Parliament

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب والا! میں ان کو second کروں گا کیونکہ آج کے ہر اخبار میں اکرم شیخ صاحب، مختلف اوقات میں بہت ہی aggressive اور پارلیمنٹ کے متعلق بہت ہتک آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں جب کہ ہم عدلیہ کا احترام کرتے ہیں۔ میں تو اس کو ان پڑھ اور جاہل کہوں گا۔ یہ ایک qualified, educated اور جاہل وکیل ہے جو پارلیمنٹ کو جاہل کہتا ہے۔ اس کو ہم condemn کرتے ہیں اور میرے خیال میں پوری پارلیمنٹ کو اس کو condemn کرنا چاہیے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک آدمی اگر وکیل ہے اور کالا کوٹ اس نے پہن لیا تو اس کو ہر کسی کو گالی دینے کا اختیار بھی حاصل ہو گیا ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: غلام علی صاحب۔

سینیٹر غلام علی: جناب والا! بنگش صاحب نے جو بات کہی ہے، اس پر بھی میں بات کروں گا اور میرا اپنا بھی ایک point of order ہے۔ جناب والا! ہم ایک سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور سیاسی کارکن ہیں، ہر کسی کا احترام جانتے ہیں اور احترام دینا بھی جانتے ہیں، عدلیہ کا احترام بھی جانتے ہیں۔ مجھے اس ایوان میں تقریباً ڈیڑھ سال ہوا ہے کہ عدلیہ کے متعلق اس ایوان میں کوئی

بحث اگر ہوتی بھی ہے تو اس کی آپ اجازت نہیں دیتے۔ اگر عدلیہ کے سامنے پارلیمنٹ کی توہین کی کوئی بات ہو تو میری درخواست ہو گی کہ وہ اس آدمی کو روکے جو خود جاہل ہے۔ میں اکرم شیخ صاحب سے اپیل کروں گا کہ پاکستان کے کسی کونے سے آپ پہلے کونسلر منتخب ہو جائیں تو پھر آپ کو اس ایوان کی قدر معلوم ہو جائے گی کہ منتخب ہونا کتنی بڑی سیاسی تعلیم مانگتی ہے۔ یہ ایک سیاسی تعلیم ہوتی ہےاور ہم جو قانون سازی کرتے ہیں تو کیا اکرم شیخ جیسے لوگ اس کی interpretation کریں گے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس نے جو الفاظ ادا کیے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ان کے لیے وہ معذرت کرے اور اگر نہیں کرتا تو یہ ایوان اس کے خلاف کارروائی کرے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔حاجی محمد عدیل۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! جس وقت ہم عدلیہ کی آزادی کے لیے سڑکوں پر تھے، ہمارے چالیس کے قریب ساتھی کراچی میں شہید ہوئے، پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ اسلام آباد میں شہید ہوئے، اس وقت یہ صاحب پیسے لے کر ڈوگر عدالت میں حاضر ہوتے تھے اور اس کو عظیم چیف جسٹس کہتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ جیسا چیف جسٹس کبھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ یہ وہ کم بخت بکنے والا شخص ہے آپ پیسے دے دیجیے تو آپ کے حق میں ہو جائے گا تو اس شخص کو اس ایوان اور پارلیمنٹ کی توہین پر اس ایوان میں طلب کیا جائے۔ اس ایوان کی کمیٹی میں اگر طلب نہ کیا جائے تو پھر واقعی ہم ان پڑھ ہیں، ہم جاہل ہیں، ہم بے وقعت ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی غلام علی۔

Survey Report from Transparency International

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب والا! میرا دوسرا point Transparency International Report پر ہے کہ آج سے تین، چار دن پہلے انہوں نے ایک رپورٹ شائع کی اور غالباً میں یہ کہوں گا کہ ہماری اصلاح کے لیے وہ بالکل ٹھیک رپورٹ ہے تاکہ اگر کسی میں کوئی غلطی نہ بھی ہو تو وہ اپنے آپ کو ٹھیک کرے۔ پھر اس رپورٹ کے ایک حصے پر جہاں صوبہ پختونخوا کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس ملک میں سب سے کرپٹ ترین صوبہ ہے، تو میری درخواست ہے کہ رپورٹ بالکل ٹھیک ہو گی یا اس کے کوئی مقاصد ہوں گے لیکن اس میں لازمی کچھ نہ کچھ سچائی ہو گی۔ میری درخواست ہے کہ صوبہ پختونخوا کے وزیر اعلیٰ صاحب جو اس ٹیم کے کپتان ہیں اور ہم ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ

وہ ایک نوجوان ہے اور صوبے میں حکمرانی کر رہا ہے لیکن جس طرح رپورٹ میں محکموں کو آشکارا کیا گیا ہے کہ اس، اس محکمے میں اتنی اتنی کرپشن ہو رہی ہے اور یہ یہ چیزیں ہو رہی ہیں تو میرے خیال میں یہ اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان سب کو بلا کر اس کرپشن سے روکے اور اگر اس طرح نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پختونخوا کے تمام لوگ اس چیز میں ملوث ہیں اور پھر پاکستان کے صوبہ پختونخوا کے عوام کی جو توہین ہوئی ہے، اس پر ہم اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ پھر اس پر بات کریں۔ میرے محترم حاجی عدیل صاحب ہیں، افراسیاب خٹک صاحب ہیں، بنگش صاحب اور دوسرے حضرات کو بھی میں کہتا ہوں کہ وہ صوبائی حکومت کو یہ پیغام پہنچائیں کہ اس چیز کو کنٹرول کریں۔ اس میں لازمی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوگی۔ آپ اس رپورٹ کو parawise پڑھ لیں اس میں ہر چیز کو آشکارا کیا گیا ہے، آپ corruption کو control کریں، ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی صاحب، ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ پچھلے دنوں امریکی حکومت کے حوالے سے اخبار میں ایک statement آئی تھی، انہوں نے کہا ہے کہ اگر امریکہ کے اندر کوئی اور حملہ ہوا اور اس کی جڑیں پاکستان تک پہنچیں یا وہ پاکستانی شہری ہوا تو پھر ہم پاکستان پر حملہ کریں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ اگر کوئی individuals ہوں یا اس طرح کے لوگ ہوں اور وہ حملہ کریں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ پاکستان state اس میں ملوث ہے۔ ہم نے جو قربانیاں دی ہیں، بارہ ہزار فوجی مروا کر اور سویلین مروا کر کیا اس کا صلہ ہمیں یہ دیا جا رہا ہے؟ کیا war on terror میں front line state ہوتے ہوئے اس کا ہمیں یہ صلہ دیا جا رہا ہے۔ پچاس ارب ڈالر ہر سال ہماری اکانومی کا نقصان ہو رہا ہے۔ ہمارے گلی کوچوں میں خود کش دھماکے ہو رہے ہیں۔ ہمارے بچے مر رہے ہیں---

جناب چیئرمین: آپ Point کی طرف آجائیے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! اسی طرف آنے کے لیے مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے سکول تباہ ہوگئے ہیں۔ بیالیس ممالک کی نیٹو فوج نے ۹ سال میں افغانستان میں اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کیا جو کہ پاکستانی فوج نے فاٹا اور سوات میں بہت کم عرصے میں حاصل کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ جیسا کہ ہمارے وزیر اعظم سواتی صاحب نے کہا ہے

کہ پاکستان کو پھر امریکہ کو دشمن declare کرنا چاہیے کیونکہ وہ ہمیں دشمن سمجھ رہے ہیں اور افغانستان میں جو اس کی زمین پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی ہے اور انڈیا یہ کروا رہا ہے، اس میں بھی امریکہ وہاں پر موجود ہے تو ہماری وزارت خارجہ کی یہ failure ہے۔ میں حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی پر غور کریں۔ اور امریکہ سے دو ٹوک بات کریں کہ سب سے زیادہ ہم نے قربانیاں دی ہیں now, we don't have to do more, they have to do more.

جناب چیئرمین: سینیٹر عبدالنبی بنگش۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: میں حاجی غلام علی کی اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ اگر ایک رپورٹ آئی ہے خواہ وہ درست ہے یا نہیں ہے لیکن اس میں بنیادی بات یہ کہی گئی ہے کہ موجود حکومت، مشرف حکومت سے بھی زیادہ کرپٹ ہے اور پھر اس میں انہوں نے خاص طور پر صوبہ پختونخوا میں کرپشن کے بارے میں بھی کہا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نہ صرف صوبہ پختونخوا بلکہ ہم سب کو self accountability کرنی چاہیے کہ ہمارے متعلق اگر وہ رپورٹ غلط ہے تو ان لوگوں کو بلایا جائے اور ان سے پتا کیا جائے کہ آپ نے کس base پر یہ رپورٹ بنائی ہے۔ اگر۔ وہ report صحیح ہے تو پھر ہمیں خود احتسابی کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم خان صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! کل کے اسلام آباد کے واقعات کا ایک پہلو سامنے آنے سے رہ گیا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی بات کی تائید کرتے ہوئے، اس جانب توجہ دلاؤں گا۔ محترم وزیر داخلہ موجود ہیں اور ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ تین سو افراد گرفتار ہوئے ہیں اور مجھے اپنے صوبے کے افراد نے یہ بتایا ہے کہ پنجاب سے متعلق افراد کو بغیر ضمانت کے رہا کیا جا رہا ہے جبکہ ہمارے صوبے کے افراد سے ضمانت طلب کی جا رہی ہے۔ یہ اصل میں حکومت کی 'پھوٹ ڈالو' کی ایک پالیسی بھی ہوتی ہے، میرا آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ ہو گا کہ اگر پنجاب کے افراد کو بغیر ضمانت رہا کیا جا رہا ہے تو صوبہ پختونخوا کے گرفتار شدگان کو بھی بغیر ضمانت رہا کر دیا جائے اور ان کے لیے ضمانت طلب نہ کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری : شکریہ جناب چیئرمین! بنگش صاحب نے جو پہلے وکلا کے حوالے سے point اٹھایا ہے، میں اس کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تاریخ بڑی ظالم چیز ہے وہ کسی کو فراموش نہیں کر سکتی۔ ایوب خان سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک یہی وکلا، یہی ججز تھے جنہوں نے آمرانہ قوتوں کو سہارا بھی دیا اور ان کے نامزد کردہ چیف جسٹس اور ججز کے سامنے پیش بھی ہوتے رہے۔ میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ۔ ایک مرحلے پر چیف جسٹس چوہدری افتخار صاحب نے ایک action لیا، وہ قابل تحسین ضرور ہے لیکن دیر آید درست آید، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر وکیل جیسے انھوں نے فرمایا کہ کالا کوٹ پہنے اور پھر اپنے علاوہ کسی کو کچھ نہ سمجھے۔ یہاں اس ہاؤس میں ، نیشنل اسمبلی میں ، صوبائی اسمبلی میں لکھے پڑھے لوگ بھی ہیں، تجربہ کار لوگ بھی ہیں ، کسی دانشمند نے کہا ہے کہ (عربی) جو تجربہ رکھتا ہے ، مشاہدہ رکھتا ہے اور بہت ساری دنیا دیکھی ہے، اس سے آپ سیکھیں اور جس کے پاس علم ہے لیکن اس کا تجربہ نہیں ہے ، پارلیمنٹ میں جو بیٹھے ہوئے لوگ ہیں یہ تجربہ بھی رکھتے ہیں تو وکلاء اپنے آپ کو اتنا پاکدامن نہ کہیں بلکہ ہمیں سب پتا ہے لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ کسی کی ہتک کروں، یہ ہتک بھی نہیں ہو گی بلکہ حقائق پر مبنی بات ہو گی۔ جناب! مقننہ ہے اس کا اپنا ایک دائرہ اختیار ہے ، اپنے حدود اربعہ میں رہ کر آئین کی روشنی میں وہ قانون سازی کر سکتی ہے، وہ آئین میں ترامیم اور اضافہ کر سکتی ہے، اس کا کام بھی یہی ہے ، اگر اس کو اس سے روکا جائے اور میں نہیں سمجھتا کہ اٹھارہویں ترمیم آج سپریم کورٹ میں زیر بحث ہے ، اس پر میں جانا نہیں چاہتا لیکن کم از کم اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ اگر مقننہ اس کام کے لیے نہیں ہے تو پھر یہ کس مرض کی دوا ہے۔ مقننہ کا کام بھی یہی ہے کہ وہ قانون سازی کرے اور عدلیہ کا کام یہ ہے کہ اس قانون پر انصاف پر مبنی فیصلے صادر کرے، منتظمہ کا کام یہی ہے ، ان فیصلوں پر عملدرآمد کرائے تو ہر ایک ادارہ اگر اپنے دائرے میں رہ کر اپنا کام سرانجام دے، آج اگر صدر ان پڑھ ہے ، مجھے اس سے ہزار اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس طرح بھی کم از کم نہیں ہونا چاہیے اور اسی طرح جو کمیٹی کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ یہ تو non-qualified لوگ ہیں ، کسی جج کو نامزد کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے، اس قسم کی بات کرنا اس ادارے کی توہین ہے ، پارلیمنٹ کی توہین ہے، اس کا سخت سے سخت نوٹس لینا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب! Transparency International کی بات کافی ہو رہی ہے تو I just wanted to apprise the House کہ surveys دنیا میں بہت important ہیں but they have to be scientific یہاں تک کہ ہر election سے پہلے survey کیا جاتا ہے۔ آپ نے برطانیہ میں elections دیکھے، ان کے متعلق اتنے accurate surveys تھے کہ تقریباً جو انہوں نے seats کہی تھیں وہی seats آئیں۔ سوال یہ ہے کہ what is Transparency International? It is an NGO and it is funded by World Bank and I want to find out کہ یہ Transparency International دنیا میں اور کہاں پر سروے کر رہی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک سروے ہے۔ It is called the national corruption perception survey. It is based on perception. آپ کو فون کر کے پوچھیں گے کہ آپ کا perception کیا ہے کہ یہ گورنمنٹ corrupt ہے یا پچھلی Government corrupt تھی یا پختونخوا corrupt ہے یا پنجاب زیادہ corrupt ہے تو اس basis پر انہوں نے یہ conclusions بتائے ہیں اور impressions or perceptions کیسے بنتے ہیں؟ اخباری خبر، میڈیا وغیرہ سے لہذا it shows the trend. اب وہ کہتے ہیں کہ 22% لوگ کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوا clean ہے as compared to 53% کہتے ہیں کہ پنجاب clean ہے۔ So that is a substantial difference and we have to take that seriously but the authenticity of this survey can only be established when you know what the sample is, what the sample size is? آپ نے کس طرح کے sectors میں سروے کیا یعنی اربن میں کیا یا رورل میں کیا؟ یہ Universities نے کیا ہے۔ ابھی تک اس کی authenticity پوری طرح establish نہیں ہوئی اور پورے پاکستان میں اس کو debate میں لے آئے ہیں۔ جناب! surveys are very important but they can be very misleading if they are not on scientific basis.

جناب چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب! جیسے حاجی عدیل صاحب نے بات کی ہے میں بھی اسی بات کو آگے بڑھاتا ہوں، میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہماری جو پاکستان کی خواتین ہیں، شاید دنیا میں ایسی خواتین کہیں پر نہ ہوں گی، ان کی ہم جتنی بھی قدر کریں، عزت کریں وہ کم ہے۔ جب یہ احتجاج ہو

رہا تھا تو میں بھی وہاں گیا ہوں ، میں نے ان سے یہی گزارش کی تھی کہ آپ کا حق ہے، آپ ضرور احتجاج کریں، جناب! یہ حقیقت ہے کہ آج کے زمانے میں سات ہزار، آٹھ ہزار روپے کچھ نہیں ہوتے۔ میں نے ان کو یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ پر امن احتجاج کریں، یہ آپ کا حق ہے۔ جب تک میں وہاں تھا وہ پر امن تھے، ان کے ساتھ جو سلوک ہوا، میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ میں یہ بھی سفارش کروں گا جیسے پروفیسر صاحب نے کہا کہ آپ ایک صوبے کے لوگوں کو چھوڑ رہے ہیں اور دوسروں سے ضمانت لے رہے ہیں تو اس سے inter-provincial harmony خراب ہو گی، حالات اور خراب ہوں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی طارق صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: ابھی ہمیں Defence Committee کی رپورٹ جو United States کے visit کے اوپر تھی ملی ہے and I was quickly glancing through it. جناب چیئرمین! یہ reports جو یہاں lay کی جاتی ہیں تو they are for information لیکن ان کے اندر کئی مرتبہ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کو I think it is worthwhile for the House to discuss at least certain important features of it. For example میں ابھی اس میں دیکھ رہا تھا on page 12 اس میں کہا جاتا ہے کہ Ambassador Hollbrook said that people in United States think that Pakistan authorities know where Mullah Umar is. اب ہمارے Interior Minister صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، بارہا یہ بات کی جا چکی ہے کہ ہمیں کچھ نہیں پتا اور United States کی جو information ہے وہ بار بار repeat کرتے رہتے ہیں---

جناب چیئرمین: اگر آپ نے اس کو discuss کرنا ہے تو پھر اس کے لیے notice دے دیجیے تاکہ rules کے مطابق بات ہو سکے۔ جی جنرل صاحب۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب! میں اس میں ایک چیز کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمایوں خان نے ایک point raise کیا تھا جو کلنٹن کی statement کے بارے میں تھا کہ پاکستان کو threaten کیا گیا ہے۔ میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حاجی عدیل صاحب اور مشہدی صاحب میرے ساتھ تھے اور ہم نے یہ بڑا strongly Senate کا point of view convey کیا کہ اس قسم کے threats یہ show نہیں کرتے کہ آپ ہمارے کوئی دوست

ہیں، اس قسم کے threats دشمنوں کو دیے جاتے ہیں اور انہوں نے ہمیں یہ کہا کہ وہ خود بھی feel کر رہی ہیں کہ شاید یہ misunderstood ہوا ہے یا وہ regret کر رہی ہیں تو انہوں نے apologetic face اختیار کیا۔ اسی طرح جو ملا عمر کے بارے میں point تھا تو ہم نے کہا کہ بھئی یہ تو تب پتا چلے گا، جب یہ areas clear ہوں گے کہ وہ کدھر ہیں۔ جہاں تک ISI کی investigation کا تعلق ہے تو ایک organization جس کے تین سو آفیسر اور جوان casualties کا شکار اس war میں ہو چکے ہیں، وہ ان طالبان کے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گی۔ ان کے اوپر کسی قسم کی انگلی اٹھانا انتہائی ناجائز ہے۔

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی مولانا گل نصیب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ کل کے مظاہرے میں خواتین اور دیگر شامل حضرات پر لاٹھی چارج ہوا ہے اور لاٹھی چارج کے بعد کئی لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، اس میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کرام بھی ہیں۔ اب اگر سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کرام جیلوں میں ہوں گے تو اس سے ہمارا تعلیم نظام بہت متاثر ہوگا۔ میری گزارش ہے کہ وزیر داخلہ صاحب جو یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ بھی اگر مناسب سمجھتے ہیں تو رولنگ دیں کہ جو لوگ اب تک گرفتار ہیں، یہ عارضی طور پر احتجاج کر رہے تھے، ان کو رہا کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، رحمٰن ملک صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وزیر برائے داخلہ): شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں افسوس کا اظہار کروں گا کہ اگر کسی بہن پر لاٹھی اٹھائی گئی یا کسی قسم کی بھی زیادتی ہوئی۔ میرے نوٹس میں جب یہ بات آئی تو میں نے Health Minister اور Education Minister سے بات کی اور ایک گروپ کو بھیجا۔ Chief Commissioner خود وہاں پر موجود تھا اور ان سے negotiation کی کہ بہن بھائیو آرام سے ایک گروپ بنالو، ہم آپ کو وہاں پر جانے دیتے ہیں اور فیصلہ کرلیتے ہیں ان میں سے کچھ جو شر پسند لوگ تھے انہوں نے پولیس پر حملہ کیا اور اگر معزز رکن دیکھنا چاہتے ہیں ان زخمی پولیس والوں کو تو جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ جو گاڑیاں جلائی گئیں وہ بھی on record ہیں۔ میں یہ justification نہیں دے رہا ہوں کہ کیوں لاٹھی چارج ہوا؟ ہم سب کو پتا ہے کہ

پارلیمنٹ ہاؤس اور سپریم کورٹ کے علاقے کو red zone قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ چیف جسٹس کے پاس یہ application لے کر جانا چاہتے ہیں اور وہ پارلیمنٹ ہاؤس میں جانا چاہتے ہیں تو پولیس والوں نے کہا کہ راستہ بند ہے اور آپ اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ اس وقت انہوں نے پولیس والوں کو مارا۔ اس وقت مجسٹریٹ کی اجازت کے بعد پولیس نے آنسو گیس پھینکی اور لاٹھی چارج کیا۔ جونہی میرے نوٹس میں یہ آیا تو میں نے اس کو فوراً بند کرایا اور اس کی انکوائری کی رپورٹ ایک ہفتے میں مانگی ہے۔ رہے وہ لوگ جو arrest ہوئے تھے، سرکاری ریکارڈ کے مطابق جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں وہ صرف 40 ہیں۔ میں نے اسی وقت order دیا کہ ان کو چھوڑ دیں personal bond پر، کوئی اور ضمانت نہ لیں کیونکہ cases register ہو چکے تھے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ پختونخوا والوں سے ہم ضمانت مانگ رہے ہیں، بالکل نہیں۔ I supervised it myself. اور 40 میں سے 30 رات کو چھوڑ دیے گئے ہیں۔ 10افراد وہ ہیں جن کی video available ہیں، جنہوں نے گاڑیوں کو تباہ کیا اور جا کر پولیس والوں کو زخمی کیا۔

جناب چیئرمین! جہاں ہم بات کرتے ہیں rule of law کی تو There has to be a deterrent and I am sorry, I can not allow کہ کوئی اسلام آباد کے امن کو تباہ کرے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جس کا بھی دل کرتا ہے، ہڑتال کریں، ہم نے شکرپڑیاں میں جگہ بنائی ہے۔ آؤ اور دو لاکھ بندے لے کر آؤ، protest کرو، جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں ہم وہاں پر کھڑا کر دیں گے۔ مگر خدارا، جہاں یہاں کے رہائشیوں کا right ہے۔ میرے پاس کل بلیو ایریا کے تاجر پیش ہوئے ہیں اور لوگوں نے مجھے فون کیا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ سپریم کورٹ کے ججوں نے اس وقت جانا تھا۔ ہم ان کو سیکورٹی کیسے دے سکتے ہیں؟ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس سے یہ request کروں گا کہ اسلام آباد میں ہڑتال کرنے کا ایک SOP بنا دیجیے۔ میرے پاس نفری کم ہے۔ اسلام آباد کو protect کرنے کے لئے ایک طرف میں نے .F.C کو deploy کیا ہے اور Rangers کو deploy کیا ہے۔ اس کے بعد 5, 6 ہزار بندے political reasons کی وجہ سے آجاتے ہیں تو وہ بھی میرے لئے مسئلہ ہے۔ ان کے کچھ مطالبات تھے اس کے لیے میں نے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ میں ایک انکوائری بھی کرا رہا ہوں جو ہماری بہنوں پر لاٹھی چارج ہوا، نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مجسٹریٹ کو سوچ کر بات کرنی چاہیے تھی لیکن انتظامیہ کے پاس ان کو روکنے کا کوئی دوسرا option نہیں تھا۔ اگر کوئی بندہ کسی جج پر حملہ کر دیتا

یا پارلیمنٹ کا بندہ زخمی ہو جاتا تو پھر آپ لوگ کہتے کہ رحمٰن ملک کی سیکورٹی فیل ہو گئی ہے۔ براہ کرم ہماری مجبوریاں بھی دیکھ لیں۔ وہ ہماری بہنیں ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ وہ پاکستانی ہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اگر کسی پولیس والے سے زیادتی ہوئی ہے تو میں ضرور ایکشن لوں گا۔ آج صبح بلیو ایریا کے ایک تاجر کو پولیس والے نے مارا ہے۔ گاڑی کی ٹکر ہوئی تھی۔ جب مجھے پتا چلا کہ پولیس والے کی زیادتی ہے تو اس کو معطل کر دیا گیا ہے۔

جناب! یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے ہوتے رہتے ہیں۔ ہم آپ کی support چاہتے ہیں۔ Let's bring the rule of law. اگر کسی نے ہڑتال کرنی ہے تو کھڑے ہو جاؤ اور بات کرو۔ ہم سن لیتے ہیں لیکن ایک جگہ کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ آپ اس کو کراس نہیں کر سکتے تو ہر ایک کو قانون کی پابندی کرنی چاہیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! Minister کے statement کے بعد کوئی نہیں بولتا ہے۔ حاجی صاحب! آپ ہمیشہ اصول کو توڑتے ہیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! دوسری بات ہے لیاری کی۔ لیاری میں دو گروپ جو اس وقت کارروائی کرتے رہتے ہیں، میں ان کا نام نہیں لیتا، پرسوں میں ان کے بارے میں تفصیل بتاؤں گا۔ ان دونوں کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے اور وہ criminal gangs ہیں۔ وہ سیاسی پارٹیوں کا نام بھی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ صوبائی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم نے ان کے خلاف ایکشن لینا ہے اور ان کو ختم کرنا ہے۔ ان کی آپس میں لڑائی یا تو زمینوں پر قبضہ کرنے پر ہوتی ہے یا ان کے علاقائی جو غنڈے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میری D.G. Rangers سے پرسوں رات کو تفصیلی بات ہوئی ہے اور across the board ہم نے ایکشن لیا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آج بھی ان کے خلاف سخت کارروائی ہو رہی ہے اور لیاری کو ان سے پاک کیا جائے گا۔ جب میں نے پچھلی دفعہ یہ عمل کیا تھا تو مجھ پر بہت اعتراض ہوا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ PPP پر حملہ کر دیا گیا، کوئی کہتا تھا کہ MQM پر حملہ کر دیا گیا۔ مختلف قسم کی کہانیاں مشہور ہوئی تھیں تو اس operation کو عارضی طور پر ختم کیا گیا تھا۔ اب جبکہ یہ آپریشن دوبارہ شروع کیا گیا ہے تو جو بھی اس میں ملوث ہو گا اس کے خلاف

ایکشن لیا جائے گا اور اس کو گرفتار کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس دفعہ ہم لیاری کو ان بدمعاشوں سے پاک کر دیں گے۔

As far as the transparency is concerned, I fully agree with the honourable Member Senator Haroon Khan.

بات یہ ہے جناب! جیسا کہ انہوں نے بات کی ہے کہ پاکستانی رہ گئے ان سرویز کے لئے اور I challenge this report کیونکہ جو سروے کے ٹولز ہوتے ہیں worldwide وہ مختلف ہوتے ہیں۔ پاکستان میں record computerized نہیں ہے۔ آج بھی جو land record ہے، پٹواری سے لے کر جس جس جگہ پر جاتے ہیں, Yes کوئی پندرہ روپے لیتا ہے، کوئی سو روپے لیتا ہے لیکن دوسرے ملکوں میں جناب! Computerized System ہے، جب وہ سروے ہوتے ہیں تو وہ جاتے ہیں concerned departments میں۔ بنکوں کے پاس جاتے ہیں یا جو بھی concerned organizations ہیں وہاں پر جاتے ہیں۔ پاکستان میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ کچھ لوگوں نے کیسے handle کیا ہے transparency کو، کیسے ان کو بتایا کہ ہمارا نام نہ لکھا جائے۔ For God's sake, let us not take it so seriously. اس کو میں نے challenge کیا ہے۔ میں نے تفصیلی انکوائری کے لئے حکم دیا ہے۔ I want to know the tools which they have used. جب ہمارا IMF کا کوئی مسئلہ آتا ہے تو یہ اٹھا کر رپورٹ آجاتی ہے اور ہماری rating down ہو جاتی ہے اور we get into troubles. I think, there is an International conspiracy against this Transparency Commission. We want to know the tools which are being used to malign the country and we would be presenting you a report, personally, I am taking an interest in it.

دیکھیں جناب! بات یہ ہے کہ ہم بات کرتے ہیں corruption کی کہ حکومت بہت ہی کرپٹ ہے۔ آپ مرکز میں دیکھیں تو ایک اتحادی حکومت ہے، پختونخوا میں دیکھیں تو دو پارٹیاں کام کر رہی ہیں، سندھ میں National Government ہے، بلوچستان میں National Government ہے، پنجاب میں بھی National Government ہے تو ہم کس کی بات کرتے ہیں۔ ہم سب کی بات کرتے ہیں۔ جب ہم کسی چیز کو hit کرتے ہیں۔ that means we are hitting اور ہر چیز کو اپنے ملک our national interest. Let's wake up, let's be united.

کے خلاف استعمال نہ ہونے دیں۔ اس کے لئے جب میں detail دوں گا تو میں بتاؤں گا کہ کہاں کہاں یہ ہوتا رہا ہے؟ پھر سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو transparency کا انچارج ہے یا جو report maker ہے ان کی integrity کیا ہے؟ کیا ان کے خلاف NAB میں کوئی کیس ہے؟ کیا FIA میں ان کے خلاف investigation درج ہو چکی ہے؟ Have they not appeared before the court for their own corruption. We want to know کہ جو امین ہے یا جو امین بننے کی کوشش کر رہا ہے کیا وہ اتنا امین ہے کہ وہ آپ کی حکومت پر، آپ کے ملک پر اور آپ کی قوم پر ایسا داغ لگا سکے۔ Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Saturday the 5th June, 2010 at 7.30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Saturday, the 5th June, 2010 at 7.30 p.m.]